Uploaded by Kainaat

محمود، فاروق، فرزانہ
اور انسپکٹر جمشید
سیریز
733

Atlantis Publications

اندھیرے کے سوداگر

اشتیاق احمد

Uploaded by Kainaat

Atlantis Publications

تفریح بھی ، تربیت بھی

اٹلانٹس پبلیکیشنز صحت مند، اصلاحی اور دلچسپ کہانیوں اور ناولوں کی کم قیمت اشاعت کے ذریعے ہر عمر کے لوگوں میں مطالعے اور کتب بینی کے فروغ کیلئے کوشاں ہے۔

ناول	اندھیرے کے سوداگر
نمبر	733
پبلشر	فاروق احمد
قیمت	29 روپے

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اٹلانٹس پبلیکیشنز کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کے کسی حصے کی نقل، کسی قسم کی ذخیرہ کاری جہاں سے اسے دوبارہ حاصل کیا جاسکتا ہو یا کسی بھی شکل میں اور کسی بھی ذریعے سے ترسیل نہیں کی جاسکتی۔ یہ کتاب اس شرط کے تحت فروخت کی گئی ہے کہ اس کو بغیر ناشر کی پیشگی اجازت کے بطور تجارت یا بصورت دیگر مستعار دوبارہ فروخت نہیں کیا جائے گا۔

ناول حاصل کرنے اور ہر قسم کی خط وکتابت اور رابطے کیلئے مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

اٹلانٹس پبلیکیشنز
D-83 سائٹ۔ کراچی
فون: 2578273 - 2581720
e-mail: atlantis@cyber.net.pk

احادیث شریف

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد کرو...... خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم......''
ایک شخص نے عرض کیا:
''یارسول اللہؐ! مظلوم کی تو میں مدد کرتا ہوں، مگر ظالم کی مدد کیسے کروں؟''
آپ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا:
''اسے ظلم سے روکو...... یہی اس کی مدد کرنا ہے۔''

(بخاریؒ اور مسلمؒ)

☆☆

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:
''کہ کسی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ (عرصہ تک) ناراض رہے۔ جو شخص تین دن سے زیادہ عرصہ تک ناراض رہے اور (اس عرصہ میں) مرجائے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔''

(احمدؒ اور ابوداؤدؒ)

☆☆

دو باتیں

السلام علیکم!

اندھیرے کے سوداگر کی دو باتیں اندھیرے میں لکھ رہا ہوں...... ہوا یہ کہ مجھے ایک کام سے اچانک کراچی آنا پڑا فاروق احمد صاحب ملاقات کیلئے آئے تو انہوں نے بتایا کہ اندھیرے کے سوداگر پریس میں جانے کیلئے بالکل تیار ہے لیکن اس کی دو باتیں نہیں ہیں...... لہٰذا اسی وقت دو باتیں لکھ کر دے دیں۔

اب جونہی میں نے دو باتیں لکھنا شروع کیں...... لائٹ چلی گئی...... اس طرح اندھیرے کے سوداگر کی دو باتیں اندھیرے میں لکھ رہا ہوں...... اس سے معلوم ہوا...... اندھیرے کا سوداگر اسم بامسمّا اندھیرے کا سوداگر ہے...... اب ایسا نہ ہو...... آپ اندھیرے کی تجارت کے چکر میں آ جائیں۔ اُمید ہے آپ اس سے بچنے کی کوشش کریں گے اور بال بال بچیں گے۔ اندھیرے کے سوداگر کی خاص بات یہ ہے کہ آپ ناول شروع کرتے ہی اس میں ڈوبتے چلے جائیں گے اور آپ خود کو تلاش نہیں کر سکیں گے۔ اگر آپ اپنے آپ کو تلاش کرنے میں ناکام ہو جائیں تو خط لکھ دیں۔ میں آپ کو آپ کی تلاش میں مدد دینے کی پوری کوشش کروں گا۔

لہٰذا میری درخواست ہے کہ آپ اندھیرے میں مکمل ہوئی اندھیرے کے سوداگر کی دو باتیں سے کام چلا لیں۔ شکریہ

اشتیاق احمد

خطرہ

وہ ڈرے ڈرے انداز میں کمرے میں داخل ہوا... وہاں کوئی نہیں تھا... اس نے اِدھر اُدھر دیکھا، کمرے کا کوئی اور دروازہ بھی نہیں تھا... بس اوپر ایک روشن دان تھا... پھر روشن دان کی طرف سے آواز آئی:

''تم سے ایک چھوٹا سا کام لیا جائے گا، اگر تم اس میں کامیاب رہے اور پولیس کے ہاتھ نہ لگے، تب تم میرے گروہ کے باقاعدہ رکن بن جاؤ گے، اس صورت میں تمہیں تمہارا نمبر بتا دیا جائے گا، آئندہ تمہیں اس نمبر سے پکارا جایا کرے گا... تمہاری تنخواہ باقاعدہ ہوگی، اس کے علاوہ ہر کامیابی پر نقد انعام الگ ملا کرے گا... کہو... تیار ہو کام کرنے کے لیے۔''

''جی ہاں! اسی لیے تو حاضر ہوا ہوں۔'' اس نے کہا۔

''تمہارا نام فیروز شاہ کوٹلی ہے... ٹھیک ہے نا۔''

''جی ہاں جناب۔''

''اور تم سرور روڈ کے مکان نمبر 923 میں رہتے ہو۔''

''یہ بھی ٹھیک ہے...''

''اور تم میری طرف سے شائع ہونے والا اشتہار دیکھ کر آئے ہو۔'' —

''جی ہاں جناب!''

''اور تمہیں بہت مدت سے کوئی کام نہیں ملا... بھوکوں مر رہے ہو۔''

''حیرت ہے... آپ میرے بارے میں اتنا کچھ جانتے ہیں۔''

''کل جب تم آئے تھے اور انٹرویو کے لیے نام پتا لکھوا کر گئے تھے تو اس کے بعد میں نے اپنے ایک کارکن کی ڈیوٹی لگا دی تھی کہ وہ تمہارے بارے میں تمام تر معلومات حاصل کرے... یہ معلومات اس نے حاصل کی ہیں۔''

''اوہ اچھا۔''

''اب کام سنو... کل شام ٹھیک پانچ بجے تم ہوٹل المارا کے بالکل سامنے چوک میں کھڑے ہو گے... جیسے ٹریفک کا کوئی سارجنٹ کھڑا ہوتا ہے، تمہارا لباس بالکل نیلا ہوگا... ہر چیز نیلی ہوگی... کوئی چیز بھی کسی اور رنگ کی نہ ہو... یہاں تک کہ جوتے تک نیلے ہوں گے... سمجھ گئے۔''

''جی... جی میں... لیکن میرے پاس نہ تو کوئی نیلا لباس ہے، نہ جوتے... لہٰذا بازار سے ریڈی میڈ خریدنا ہوں گے اور میرے پاس پیسے بھی نہیں ہیں۔''

''تم فکر نہ کرو... اس کمرے میں جو الماری ہے... اس کو کھول لو... پانچ ہزار روپے اس میں سے لے لو... اس الماری میں ایک سگریٹ موجود ہے... یہ سگریٹ جیب میں رکھ لو... چوک میں کھڑے ہونے کے بعد تم بس اتنا کام کرو گے کہ اس سگریٹ کو سلگا لو گے... اور اس کے کش لگانا شروع کرو گے... سگریٹ پینا کوئی تمہارے لیے نیا کام تو ہوگا نہیں... تم سگریٹ پیتے رہے ہو... آج کل مالی مشکلات کی وجہ سے تم نے سگریٹ چھوڑے ہوئے ہیں۔''

''جی ہاں! لیکن میں صرف وہ سگریٹ پینے کا عادی ہوں... جو میں

شروع سے پیتا چلا آرہا ہوں... میں نے آج تک کوئی اور سگریٹ نہیں پیا۔''

''تم فکر نہ کرو... یہ سگریٹ وہی ہے... پہلے دیکھ تو لو۔''

یہ سن کر وہ حیرت زدہ رہ گیا... پھر اس نے مشینی انداز میں الماری کھولی اور یہ دیکھ کر دھک سے رہ گیا کہ الماری نوٹوں کی گڈیوں سے بھری پڑی تھی... پہلا خیال اسے یہ آیا کہ کہیں یہ نوٹ جعلی نہ ہوں، اور یہ شخص جعلی نوٹوں کا کاروبار تو نہیں کرتا... لیکن یہ وقت ان باتوں کے سوچنے کا نہیں تھا... اس وقت وہ بھوکوں مر رہا تھا اور اسے پیسوں کی بہت ضرورت تھی... چاہے وہ جس طرح بھی مل رہے ہوں... اس نے جلدی جلدی پانچ ہزار روپے گنے، ساتھ ہی ایک سگریٹ رکھا تھا... اس کے ساتھ لائٹر بھی تھا۔ یہ دونوں چیزیں اٹھا کر اس نے جیب میں رکھ لیں... نوٹ بھی جیب میں رکھ لیے۔

''کوئی اور بات سر۔''

''بس! جب تم یہ کام کر لو گے تو میرا اگلا پیغام تمہیں مل جائے گا اور ایک ماہ کی ایڈوانس تنخواہ بھی مل جائے گی... فی الحال ان پانچ ہزار کو کام میں لاؤ اور فکر نہ کرو، یہ نوٹ جعلی نہیں ہیں۔'' اس نامعلوم آدمی کی آواز سنائی دی۔

وہ حیرت زدہ رہ گیا... گویا اس شخص نے اس کے خیالات بھانپ لیے تھے۔ پھر وہ اس کی اجازت پا کر وہاں سے نکل آیا... اس نے اسی روز ہر چیز نیلی خرید لی... دوسرے دن نیلا لباس پہن کر وہ ہوٹل المارا کے سامنے پہنچ گیا۔ اس چوک کا نام بھی المارا تھا... چوک پر ٹریفک پولیس کا ایک آدمی ہر وقت موجود رہتا تھا... لیکن اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس وقت وہاں کوئی کانسٹیبل نہیں تھا... وہ چوک کے چبوترے پر جا کھڑا ہوا... اس کے چاروں طرف ٹریفک گزر رہی تھی... پھر اس نے ہوٹل المارا کی گھڑی کی طرف دیکھا... وہ اس وقت پانچ بجا رہی تھی، گویا وہ ٹھیک پانچ

Uploaded by Kainaat

بجے وہاں پہنچ گیا تھا... اس نے جیب سے سگریٹ نکالا... اس کو ہونٹوں میں دبایا، پھر لائٹر نکال کر اس کو جلایا اور سگریٹ سلگا لیا... سگریٹ سلگاتے سلگاتے اسے ایک زوردار چکر آیا... وہ دھڑام سے گرا... سگریٹ اس کی انگلیوں سے نکل کر اس کے قریب ہی گر گیا... اسے گرتے دیکھ کر لوگ اس کی طرف دوڑ پڑے... وہ اس کے گرد جمع ہو گئے، ایسے میں ایک آدمی چلا اٹھا:

"ارے! یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔"

"کیا ہو رہا ہے۔" اس کے پاس کھڑا ہوا کوئی شخص بولا... ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں بھی خوف پھیل گیا... وہ پکار اٹھا۔

"ارے! یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔"

جس نے پہلے کہا تھا، یہ مجھے کیا ہو رہا ہے، وہ بھی تڑ سے گرا... اس کے فوراً بعد دوسرا گرا... اسی وقت تیسرا ڈرے ڈرے انداز میں بولا:

"ارے! یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔"

پھر تو ایک منٹ کے اندر اندر پندرہ سولہ آدمی لمبے لیٹ گئے۔ اب تو لوگ دہشت زدہ ہو گئے... ان لاشوں سے دور ہٹتے چلے گئے... دور ہٹنے والوں میں سے بھی کئی گرے۔ باقی محفوظ رہے... البتہ جو بھی چوک تک گیا... وہ نہ بچا...

جلد ہی پولیس نے سارے علاقے کو گھیر لیا... اس چوک کے گرد تو پولیس دیوار بن کر کھڑی ہو گئی... پھر پولیس کے آفیسر وہاں پہنچے... سارے حالات سن کر ان کے ہوش اڑ گئے... آئی جی شیخ نثار احمد نے فوراً انسپکٹر جمشید کو فون کیا... فوراً ہی ان کی آواز سنائی دی۔

"یس سر... جمشید بات کر رہا ہوں۔"

"جمشید... غضب خدا کا... تم ابھی تک گھر بیٹھے ہو۔"

"کیوں سر! کیا آپ نے مجھے کسی کام کا حکم دیا تھا۔" انہوں نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

"المارا چوک پہنچو... فوراً..."

"یس سر۔" وہ گھبرا گئے۔

اس وقت محمود، فاروق اور فرزانہ گھر میں نہیں تھے... انہیں اپنے کسی دوست کے ہاں جانا تھا... چنانچہ وہ اپنی جیپ میں بیٹھ کر المارا چوک پہنچ گئے... ایک کانسٹیبل نے انہیں بتایا کہ آئی جی صاحب کس طرف ہیں... وہ اس طرف بڑھے، ادھر سے آئی جی صاحب بے قراری کے عالم میں ان کی طرف لپکے۔

"غضب ہو گیا جمشید... قریباً پچاس آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔"

"انا للہ وانا الیہ راجعون... یہ کیسے ہو گیا۔"

انہوں نے جو معلوم ہوا تھا... سنا دیا... سارے حالات سن کر انہوں نے اسپیکر پر اعلان کر دیا...

"کیا کوئی بتا سکتا ہے... یہ واقعہ کس طرح پیش آیا... اگر بتا سکتا ہے تو مہربانی فرما کر ہوٹل المارا کے سامنے والے حصے پر آ جائے... یقین رکھیں انہیں نہ تو گواہی کے لیے بلایا جائے گا اور نہ اور کسی طرح پریشان کیا جائے گا، بلکہ ان کا شکریہ ادا کیا جائے گا... فوراً ہی چند آدمی ہوٹل المارا کے سامنے والے حصے کی طرف مڑ گئے۔ انہوں نے انسپکٹر جمشید کو بتایا:

"میری پان کی دکان چوک پر ہی ہے صاحب جی... وہ رہی... میں اس وقت فارغ تھا... ایسے میں میں نے ایک نیلے لباس والے کو دیکھا... وہ عین چوک میں آ کر کھڑا ہو گیا تھا... جس جگہ ٹریفک کا کانسٹیبل کھڑا ہوتا ہے، پھر اس نے جیب سے ایک سگریٹ نکالا... لائٹر بھی نکالا اور..."

Uploaded by Kainaat

''ایک منٹ جناب! کیا انہوں نے سگریٹ کے پیکٹ میں سے سگریٹ نکالا تھا یا جیب میں سے سگریٹ۔''

''جی... جیب میں سے ایک سگریٹ نکالا تھا، لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے...''

''بعض اوقات بہت چھوٹی سی بات سے بہت بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔''

''اچھا خیر... اس نے سگریٹ نکالا، لائٹر سے اس کو سلگا اور اس کے بعد دھڑام سے گرا۔ لوگ اسے اٹھانے کے لیے دوڑے... ان میں سے بھی کچھ گر گئے... پھر جو آگے بڑھے، وہ بھی گرتے چلے گئے... تب لوگ خوف زدہ ہو کر آس پاس سے بھاگ کھڑے ہوئے۔''

''اب کیا صورت حال ہے... اس کے بعد تو پھر کوئی نہیں گرا۔'' انسپکٹر جمشید نے پولیس والوں کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

''جی نہیں... جب سے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ہیں، اور کوئی نہیں گرا، نہ کسی نے پھر ان کے نزدیک جانے کی کوشش کی... سچ تو یہ ہے سر... ہم میں سے بھی کسی نے نزدیک جانے کی کوشش نہیں کی۔''

''اچھا کیا... بلاوجہ خود کو موت کے منہ میں ڈالنا عقل مندی نہیں۔'' انہوں نے کہا۔

''لیکن جمشید... اب ان لاشوں کا کیا کیا جائے... کیا یہ یہیں پڑی سڑیں گی۔''

''جی نہیں... گیس ماسک منگوائے جائیں... کسی بڑی بند گاڑی میں یہ لاشیں رکھی جائیں۔ اس طرح چوک صاف ہو جائے گا...''

''اچھی بات ہے... اور تفتیش کا کیا بنے گا۔''

''ڈاکٹر حضرات بھی گیس ماسک پہن کر ایک دو لاشوں کا معائنہ کریں گے... اس طرح پتا چل جائے گا کہ یہ کس طرح مرے ہیں... پھر ہم اس گیس پر... اوہو... یہ میں نے کیا دیکھا۔''

انہوں نے چونک کر کہا... پھر وہ بلا کی رفتار سے دوڑ پڑے... ان کا رخ ہوٹل المارا کی طرف تھا... جونہی وہ ہوٹل کے دروازے پر پہنچے... نگران ان کے راستے میں آ گئے... وہ سادہ لباس میں تھے اور بھاگتے ہوئے آئے تھے، اس لیے ان کا راستہ روکنا قدرتی بات تھی... ادھر وہ رکنے کی پوزیشن میں نہیں تھے... لہٰذا انہوں نے ان دونوں کو دھکیلا اور تیر کی طرح اندر داخل ہو گئے... پھر سیدھے لفٹ کی طرف دوڑ پڑے...

سب لوگ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھنے لگے... ادھر انہوں نے لفٹ میں داخل ہوتے ہی سب سے اوپر والی منزل کا بٹن دبا دیا، جونہی لفٹ رکی... دروازہ کھلا، وہ باہر نکل آئے... ان کے چاروں طرف ہوٹل کی چھت تھی... انہوں نے چھت کا جائزہ لیا وہاں کوئی نہیں تھا... وہ اس طرف آئے جس طرف سے پولیس کو کھڑے ہوئے دیکھا جا سکتا تھا... یہاں سے انہیں آئی جی صاحب اور پولیس والے صاف نظر آئے... گاڑیاں بھی نظر آئیں... آئی جی صاحب بھی اوپر کی طرف ہی دیکھ رہے تھے... انہوں نے ہاتھ ہلا کر انہیں بتایا کہ وہ اوپر ہیں۔

اب انہوں نے چھت کے اس حصے کا بغور معائنہ شروع کیا... اچانک انہیں شدید خطرے کا احساس... انہیں یوں لگا جیسے کوئی انہیں زوردار انداز میں دھکا دینے کے لیے دوڑ لگا چکا ہے۔

☆☆☆

Uploaded by Kainaat

حملہ

تینوں زور شور سے تیاریوں میں مصروف تھے... فرزانہ کی کیلی
سالگرہ تھی اور اس میں تینوں کو بلایا گیا تھا... لہٰذا وہ زور شور سے تیاریاں نہ کر
تو کیا کرتے...

''لگتا ہے... آج تم لڑکیوں کو بھی گھٹا دو گے۔''

''وہ تو ہم پہلے ہی گھٹاتے رہتے ہیں... آج تک تم کسی معاملے
ہم دونوں سے جیت سکی ہو کیا۔'' محمود نے برا سا منہ بنایا۔

''یہ میرے لیے بالکل نئی اطلاع ہے... کیونکہ میرے خیال م
میں تمہیں ہر بار ہر معاملے میں ہراتی رہی ہوں۔'' فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔

''میرا خیال ہے، تم ضرور کسی بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہو... خیر
جلد یہ غلط فہمی خوش فہمی میں بدل جائے گی... اور جب ایسا ہو جائے تو ہمیں
ضرور دینا۔'' فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

''منہ دھو رکھو۔'' فرزانہ تڑ سے بولی۔

''ابھی ابھی تو دھو کر آئے ہیں... ہاں دھو کر رکھے کہیں نہیں...
لیے کہ سالگرہ میں یہ ہمیں ساتھ لے جانے ہیں۔''

''کیا ساتھ لے جاتے ہیں۔'' بیگم جمشید نے حیران ہو کر کہا... وہ مین اس وقت ادھر سے گزر رہی تھیں۔

''جی منہ۔'' فاروق نے فوراً کہا۔

''جی منہ... یہ کیا ہوتا ہے... اور اس کو ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔'' انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

''آپ بھی کمال کرتی ہیں... میں نے یہ کہا ہے کہ ہم منہ کی بات کر رہے تھے... فرزانہ نے طنزیہ انداز میں کہا تھا... منہ دھو کر رکھو... ہم نے جواب میں کہہ دیا کہ ابھی ابھی تو دھوئے ہیں... البتہ ہم یہ کہیں رکھ نہیں سکتے، اس لیے کہ سالگرہ میں ساتھ لے جا رہے ہیں۔''

''تو یہ ہے تم سے۔'' انہوں نے جل کر کہا پھر چونک کر بولیں۔

''ویسے میرا خیال ہے... تم آج سالگرہ میں نہیں جا سکو گے۔''

''وہ کیوں امی جان...'' محمود بوکھلا اٹھا۔

''اور تمہاری سب تیاریاں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔'' وہ مسکرائیں۔

''یہ... یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں... آپ تو ہمارے پیروں کے نیچے سے زمین نکالے دے رہی ہیں۔''

''نن نہیں تو... زمین تو یہ رہی تمہارے پیروں کے نیچے ہی... کیوں بے پر کی اڑاتے ہو...''

''آپ نے یہ کیا کہا... ہماری تیاریاں دھری کی دھری رہ جائیں گی... ویسے تو ہمارا تجربہ ہے... ہماری تیاریاں عام طور پر ہمارے کام نہیں آتیں... ان تیاریوں میں ویسے یہ بات بہت بری ہے۔'' محمود نے جلدی جلدی

Uploaded by Kainaat

کہا۔

''مگر... کون سی بات بہت بری ہے... ان تیاریوں میں۔''

''جب دیکھو... دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔''

''حد ہو گئی... بات کہاں کی کہاں لے گئے... '' بیگم جمشید ج
اٹھیں۔

''ہمیں افسوس ہے... ہم آئندہ پوری پوری کوشش کریں گے کہ با
کو یہیں کی یہیں رہنے دیں۔'' فاروق نے جلدی سے کہا۔

''توبہ ہے تم سے... ایک بات کے پیچھے اس طرح پڑتے ہو کہ ب
بال کی کھال اتار لیتے ہو...''

''ہمیں افسوس ہے، امی جان... ہمیں معلوم نہیں تھا۔'' فاروق
غمگین آواز منہ سے نکالی۔

''معلوم نہیں تھا... کیا معلوم نہیں تھا۔''

''یوں تو پتا نہیں... ہمیں کیا کیا معلوم نہیں... لیکن اس وقت ہم با
کر رہے ہیں بات کی کھال کی۔''

''دھت تیرے کی...'' انہوں نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا
جلدی سے آگے بڑھ گئیں۔

''گیا بے چارہ محمود... اپنے تکیہ کلام سے بھی اور اپنی ران پر ہا
مارنے سے بھی۔''

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی۔

''دیکھا! میں نے کیا کہا تھا۔'' باورچی خانے سے بیگم جمشید کی چیخ
آواز سنائی دی۔

''لیکن ابھی تو ہم نے فون سنا بھی نہیں اور یہ معلوم تک نہیں کہ فون کس کا ہے۔'' محمود نے حیرت ظاہر کی۔

''سن لو... روکا کس نے ہے... بس آج تم سالگرہ میں نہیں جا سکو گے۔''

''لگتا ہے، آج آپ ہمارے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی ہیں... خیر دیکھا جائے گا۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

ادھر محمود نے ریسیور اٹھا لیا:

''الماراچوک میں ایک بہت ہولناک واردات ہو گئی ہے۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا... محمود ہیلو ہیلو ہی کرتا رہ گیا۔

''چوک المارا میں کوئی ہولناک واردات ہو گئی ہے... لیکن یہ خبر جھوٹ بھی ہو سکتی ہے، ویسے آج کہیں کیم اپریل تو نہیں ہے۔''

''اگر 15 ستمبر کو کیم اپریل ہو سکتی ہے تو یہ ضرور آج کیم اپریل ہی ہے۔'' فاروق نے جلدی سے کہا۔

''توبہ ہے تم سے۔'' فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

''مطلب یہ کہ آج کیم اپریل نہیں ہے... لہٰذا المارا چوک میں واردات کی تصدیق ہم انکل اکرام سے کر سکتے ہیں...'' محمود نے فوراً کہا۔

''ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔'' فرزانہ نے اس کی تائید کی۔

''جی نہیں... فاروق نے انکار میں سر ہلایا۔

''کیا مطلب... کیا جی نہیں۔''

''یہ ٹھیک نہیں رہے گا... کیونکہ اس کو کہتے ہیں، آ بیل مجھے مار۔''
فاروق نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

Uploaded by Kajnaat

''انہیں بیل کی پڑی ہے... اور ہمیں... ارے... تم... مگر...''

محمود زور سے اچھلا۔

''کک... کیا ہوا۔'' وہ ایک ساتھ بولے۔

''فون کس نے کیا تھا... آواز تو بالکل انجانی تھی... اس نے اپنا نام بھی نہیں بتایا۔ آخر کسی کو ہمیں یہ اطلاع دینے کی کیا ضرورت تھی۔'' وہ جلدی جلدی کہتا چلا گیا۔

''یہ تو وہی بتا سکتا ہے... جب دوبارہ فون کرے تو پوچھ لینا... بھائی تم نے ہمیں یہ روح فرسا خبر کیوں سنائی تھی...'' فاروق بولا۔

''حد ہو گئی... حد ہو گئی...''

''دوبار کیا... ابھی تو تین چار بار ہو گی۔''

''میں انکل اکرام کو فون کر رہی ہوں۔'' فرزانہ نے تلملا کر کہا اور پھر اکرام کے نمبر ملانے لگی... فوراً ہی سلسلہ ملا... اکرام کی آواز سنائی دی۔

''السلام علیکم انکل... کیا المارا چوک میں کوئی ہولناک واردات ہوگی ہے۔''

''ہاں! ابھی ابھی اطلاع ملی ہے... بہت لرزہ خیز واردات ہوئی ہے... پچاس کے قریب افراد موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں اور ابھی اور کئی لڑھک جائیں گے۔''

''ارے باپ رے... آپ تو بہت خوفناک... ہولناک اور خطرناک باتیں کر رہے ہیں۔''

''اس میں میرا کوئی قصور... ایک منٹ... دوسرے فون پر کوئی اہم کال آ رہی ہے... آپ فون بند نہ کریں۔''

اکرام نے کہا اور دوسرا فون سننے لگا... جلد ہی اس کی آواز ابھری:

''ہولناک ترین... خوفناک ترین... لرزہ خیز ترین... میں اسی وقت جا رہا ہوں۔''

''لیکن انکل کہاں۔'' اس نے جلدی سے کہا۔

اکرام نے کوئی جواب نہ دیا... اور فون بند کر دیا...

''اللہ اپنا رحم فرمائے... لگتا ہے... کوئی بڑا معاملہ پیش آ گیا ہے... لیکن اب ہم کیا کریں۔'' محمود نے جلدی جلدی کہا۔

''ہمیں سالگرہ کا خیال دل سے نکال کر المارا چوک جانا چاہیے۔''

عین اس وقت فون کی گھنٹی پھر بجی... محمود نے جلدی سے ریسیور اٹھا لیا:

''محمود بات کر رہا ہوں۔''

''عاشی بات کر رہی ہوں... آپ لوگ ابھی تک پہنچے نہیں... میں بہت بے چینی سے انتظار کر رہی ہوں۔''

''لیکن بھئی... سالگرہ تو شام سات بجے ہے اور ابھی چھ بجے ہیں۔ میرا مطلب ہے... ہم لیٹ تو نہیں ہیں... سات بجے سے پہلے ہی پہنچ جائیں گے ان شاء اللہ! اگر روانہ ہوئے تو۔''

''یہ آپ نے کیا کہا... اگر روانہ ہوئے تو؟'' فرزانہ کی سہیلی عاشی نے چونک کر کہا۔

''سنا ہے... شہر میں کوئی ہولناک واردات ہو گئی ہے... کہیں ہمیں ادھر نہ جانا پڑے۔''

''اوہ نہیں... یہ... یہ نہیں ہو سکتا۔'' عاشی پرزور انداز میں بولی۔

Uploaded by Kainaat

"ہماری تو پوری کوشش یہی ہے عاشی صاحبہ کہ آپ کے پروگرام میں شرکت کریں... ہم ابھی آپ کو فون کرتے ہیں۔"

"لیکن خیال رہے... میں کوئی بات نہیں سنوں گی۔"

"اچھی بات ہے... ہم ابھی آپ کو فون کرتے ہیں۔"

یہ کہ کر اس نے فون بند کر دیا...

"عاشی بضد ہے... کہ ہم اس کے پروگرام میں شرکت کریں۔"

"الماراچوک والے واقعے میں اکرام کے جانے کا مطلب یہ ہے کہ ابا جان بھی وہاں پہنچ چکے ہیں، یا پہنچنے والے ہیں... لیکن انہوں نے ہمیں طلب نہیں کیا، اس کا مطلب ہے، ہم سالگرہ میں جا سکتے ہیں۔"

"ان کے پاس موبائل ہے... ہم پوچھ کیوں نہ لیں۔" فرزانہ بولی۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

اب محمود نے ان کا موبائل نمبر ڈائل کیا... دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی لیکن انہوں نے فون نہ سنا... مایوس ہو کر محمود نے فون بند کر دیا... پھر اکرام کے نمبر ڈائل کیے... اکرام نے فوراً فون آن کیا اور بولا:

"اکرام بات کر رہا ہوں..."

"انکل! آپ نے اس وقت فون کیوں بند کر دیا تھا..."

"میں بہت جلدی میں تھا... اب بھی ہوں اور اس وقت میں جیپ اس قدر تیز چلا رہا ہوں کہ میرے لیے ایک ہاتھ سے گاڑی کنٹرول کرنا ممکن نہیں... لہٰذا میں فون نہیں سن سکتا۔"

اس کے ساتھ ہی اکرام کی آواز بند ہو گئی... تنگ آ کر محمود نے آئی جی صاحب کے نمبر ڈائل کیے... ان کا فون بند ملا... اب تو وہ پریشان ہو گیا۔

"لگتا ہے... ہمیں چوک الماراہی جانا پڑے گا۔"

"تب پھر اس کا ایک طریقہ اور ہے... تم دونوں الماراچوک جاؤ، میں سالگرہ میں جاتی ہوں... اس طرح عاشی کو بھی گلہ نہیں ہو گا۔"

"یہ مناسب رہے گا... لیکن فرزانہ شاید تمہارا ابھی الماراچوک جانا ہی مناسب رہے گا... کیونکہ کسی سے بھی رابطہ نہیں ہو رہا... اور جب صورت حال ایسی ہو تو پھر بات حد درجے سنگین ہوتی ہے۔"

"یہ تو خیر ہے... چلو پھر عاشی سے معذرت کر لیتے ہیں۔"

محمود نے ایک بار پھر عاشی کے نمبر ملائے... ادھر گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی... پھر عاشی کی آواز آئی۔

"عاشی بات کر رہی ہوں... نن نہیں..."

ساتھ ہی عاشی کی لرزہ خیز چیخ گونج تھی۔

☆☆☆

Uploaded by Kainaat

جنگ

انہوں نے فوراً چھت پر لوٹ لگادی... عین اس لمحے کوئی ان سے پوری قوت سے ٹکرایا... لیکن چونکہ وہ لمبے لیٹ چکے تھے... اس لیے اس کا ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ اس نے تو ان پر چھلانگ اس حساب سے لگائی تھی کہ جونہی وہ ان سے ٹکرائے، وہ اچھل کر نیچے جا گریں... ہوٹل گیارہ منزلہ تھا... بھلا چھت سے نیچے گرنے پر ان کا کیا بچتا... لیکن اللہ نے انہیں بچالیا... جونہی وہ ان سے ٹکرایا... انہوں نے اپنی لات اسے دے ماری... وہ اُچھلا اور چلا نیچے کی طرف۔ اس کے منہ سے ہولناک چیخ نکلی... پھر اس کا جسم ہوٹل المارا کے دروازے کے عین سامنے گرا... یہ منظر سبھی نے صاف دیکھا... ساتھ ہی آئی جی چلائے...

''چلو اوپر... جمشید وہاں اکیلا ہے۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے ہوٹل کے دروازے کی طرف دوڑ لگادی... پستول ان کے ہاتھ میں نظر آیا... پولیس والے ان کے پیچھے دوڑے... ہوٹل کے دروازے پر اب کوئی دربان نہیں تھا... وہ اور ہوٹل کے کچھ بیرے انسپکٹر جمشید کے تعاقب میں چلے گئے تھے اور ابھی تک ان کی واپسی نہیں

ہوئی تھی... لہٰذا ان کے لیے راستہ صاف، یوں بھی اس وقت اگر کوئی ان کے راستے میں آتا تو بھلا وہ اسے کب خاطر میں لاتے... وہ آگے بڑھتے چلے گئے... آئی جی صاحب لفٹ کے پاس پہنچے تو دھک سے رہ گئے... لفٹ بند کردی گئی تھی... گویا انہیں گیارہ منزلہ عمارت کے اوپر سیڑھیاں چڑھ کر جانا تھا۔

''کاؤنٹر پر جو لوگ موجود ہیں... انہیں پکڑ کر لے آؤ... جو رکاوٹ بنے... اسے لمبا لٹا دینا...'' آئی جی صاحب گرجے۔

پولیس والے اس طرف دوڑے، لیکن فوراً ہی واپس آگئے... ان کے چہرے دھواں ہو رہے تھے۔

''کاؤنٹر پر کوئی نہیں ہے سر... اور ہوٹل کے باہر موجود تمام لوگ اوپر خوف زدہ نظروں سے دیکھ رہے ہیں... شاید اوپر جنگ ہو رہی ہے۔''

''اوہ نہیں۔'' وہ ہکلائے۔

پھر واپس باہر کی طرف دوڑ پڑے... ہوٹل سے باہر نکل کر کچھ فاصلے پر جا کر انہوں نے اوپر دیکھا... اوپر ہاتھوں اور پیروں کی ہولناک جنگ چھڑی ہوئی تھی... انہیں یہ اندازہ لگانے میں دقت نہ ہوئی کہ چھت پر اس وقت انسپکٹر جمشید سے کم از کم دس آدمی ٹکرا رہے تھے۔

''اف مالک! ہم... ہم انسپکٹر جمشید کے لیے کچھ نہیں کر سکتے...''

پھر انہوں نے فون پر ڈی آئی جی سے رابطہ کیا... انہیں ساری صورت حال جلدی جلدی بتائی... اور فوری طور پر آگ بجھانے والی گاڑیاں لے کر پہنچنے کی ہدایت دی... کیونکہ ان پر سیڑھیاں لگی ہوتی ہیں... ان سیڑھیوں کے ذریعے وہ ہوٹل کی چھت تک جا سکتے تھے۔

ان ہدایات کے ساتھ وہ اوپر بھی دیکھ رہے تھے... اس وقت ایک

Uploaded by Kainaat

ہولناک چیخ اور سنائی دی اور ایک شخص اوپر سے نیچے گرتا نظر آیا... لوگ خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔

''افسوس! ہم فوری طور پر انسپکٹر جمشید کے لیے کچھ نہیں کر سکتے... لفٹ بند ہے... اور زینے کا دروازہ بھی یقیناً ان لوگوں نے بند کر دیا ہوگا... تاکہ کوئی ان کی مدد کو نہ پہنچ سکے۔''

''لیکن کیوں... ان لوگوں کو سر سے کیا دشمنی ہے۔'' اکرام بے قراری کے عالم میں بولا... اس کا بس نہیں چل رہا تھا، ورنہ وہ اڑ کر چھت پر پہنچ جاتا۔

اسی وقت تیسرا آدمی گرا... گویا اب تک تین دشمن ان کے ہاتھوں مارے جا چکے تھے...

''آخر یہ ہو کیا رہا ہے... پہلے اس چوک پر پچاس کے قریب لوگ مارے گئے... اور ظاہر ہے... وہ پروگرام کے تحت مارے گئے... اس کے لیے سوچا سمجھا منصوبہ ترتیب دیا گیا تھا... پھر انسپکٹر جمشید کو نہ جانے ہوٹل کی چھت پر کیا نظر آیا تھا کہ وہ بے تحاشہ دوڑ پڑے۔''

''ظاہر ہے... انہیں وہاں کوئی تو نظر آیا ہی ہوگا... تبھی تو انہوں نے چھت کا رخ کیا تھا۔'' اکرام نے کہا۔

اچانک اوپر سے انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی:

''اب آپ لوگ اوپر آ سکتے ہیں... میں نے لفٹ کا دروازہ کھول دیا ہے... آپ لفٹ آن کرا لیں... ہوٹل کے عملے پر رائفلیں تان لیں... لفٹ آن نہ کریں تو گرفتار کر لیں ان سب کو۔''

''اچھا جمشید... کیا سارے دشمن لمبے لیٹ چکے ہیں۔'' آئی جی بولے۔

''جی ہاں! اب ان میں لڑنے کی سکت نہیں رہ گئی۔''

آخر وہ سب اوپر پہنچے... گرے ہوئے دشمنوں کو گرفتار کر لیا گیا... ڈی آئی جی بھی پولیس اور فائر بریگیڈ گاڑیاں لے کر پہنچ گئے۔ گرفتار شدہ لوگوں کو ایک بڑی گاڑی پر لاد لیا گیا...

''ہوٹل کا کیا کرنا ہے جمشید۔''

''ہوٹل کو سیل کرا دیں... عملے کو گرفتار کرا دیں... عام لوگوں یعنی گاہکوں کو جانے دیں... پہلے ہم ان زخمیوں سے بات کریں گے... پھر اس ہوٹل کی تلاشی لیں گے...''

''اچھی بات ہے جمشید۔''

''اور ہاں جمشید! چھت پر تمہیں کون نظر آیا تھا۔''

''شہر کا ایک بہت خوفناک آدمی... افسوس وہ میرے اوپر پہنچنے سے پہلے ہی ادھر ادھر ہو گیا... کیونکہ اس نے مجھے دوڑتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔''

''اور... وہ کون تھا جمشید۔''

''کرگال۔''

''کیا!!!'' آئی جی صاحب بری طرح چونکے۔

اس لیے کہ کرگال واقعی شہر کا خوفناک ترین آدمی تھا... اور مزے کی بات یہ کہ آج تک اس کا کوئی جرم ثابت نہیں ہو سکا تھا...

''وہ اوپر کیا کر رہا تھا۔''

''پتا نہیں سر... میں تو بس اسے دیکھتے ہی دوڑ پڑا تھا... کیونکہ فوراً ہی مجھے یہ خیال آیا تھا کہ ہو نہ ہو... اس معاملے میں کرگال کا ہاتھ ہے۔''

''اس کے علاوہ کہا بھی کیا جا سکتا ہے جمشید۔''

Uploaded by Kainaat

''لیکن سر... اب اس کا ہاتھ آنا بہت مشکل ہو جائے گا...''

''کوئی بات نہیں... ہمیں تو پہلے یہ پتا چلانا ہے کہ یہ چکر کیا ہے... چوک میں پچاس آدمی کس طرح مارے گئے۔''

''وہ انشاءاللہ ہوٹل سے گرفتار شدگان سے ہم معلوم کرلیں گے۔ اسی لیے تو کمرۂ امتحان کی طرف جا رہے ہیں۔'' وہ مسکرائے۔

اور پھر وہ کمرۂ امتحان میں پہنچ گئے... یہاں وہ چھے آدمی موجود تھے... جنھوں نے چھت پر حملہ کیا تھا... باقی ساتھی ان کے مارے جا چکے تھے۔

''ہاں بھئی! کیا پروگرام ہے۔'' انسپکٹر جمشید نے دوستانہ انداز میں کہا۔

''کیسا پروگرام۔''

''کچھ بتانے کے بارے میں۔''

''منہ دھو رکھیں۔'' ایک نے منہ بنایا۔

''بھئی ہم تو پانچ وقت دھونے کے عادی ہیں... تم اپنی کہو۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''ہم سے کچھ اگلوا لو گے... خام خیال ہے۔''

''کرگال کے لیے کام کرتے ہو؟''

''یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔''

''اچھا نہیں پوچھتا... یہ تو تمہیں پتا نہیں ہوگا کہ وہ کہاں ملے گا۔''

''ظاہر ہے... پتا ہوتا تو بھی نہ بتاتے۔''

''خوب خوب! آج کل آپ لوگوں کی رہائش کہاں ہیں۔''

''یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے... صاف ظاہر ہے، ہوٹل المارا میں

رہتے ہیں، عیش کرتے ہیں۔''

''عیش تو خیر ہم بھی آپ کو کرائیں گے... ہوٹل المارا کیا کرگال کا ہے۔''

''نہیں... لیکن ایک بڑا پورشن کرگال نے کرائے پر لے رکھا ہے۔''

''اوہ تو یہ بات تھی... اس لیے اوپر اتنے لوگ اس قدر جلدی پہنچ گئے تھے۔''

''ارے نہیں... پہلے سے موجود تھے۔''

''کک... کیا مطلب... پہلے سے تم سب لوگ چھت پر موجود تھے۔''

''ہاں... باس نے کہا تھا... وہ انسپکٹر جمشید کو اوپر بلائیں گے... تم سب مل کر اسے نیچے دھکا دے دینا۔''

''واہ... پھر دیا کیوں نہیں۔'' انسپکٹر جمشید ہنسے۔

وہ برا سا منہ بنا کر رہ گئے...

''ہوٹل المارا کے سامنے جو پچاس آدمی مارے گئے... کیا اس معاملے میں بھی کرگال کا ہاتھ ہے۔''

''یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔''

''جو بات پوچھنے کی ہے... وہ آپ خود بتا دیں نا۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''کیوں بتا دیں... ہمارا دماغ چل گیا۔''

''اچھا اچھا... سمجھ گیا... چونکہ تمہارا دماغ نہیں چل گیا، اس لیے تم نہیں بتاؤ گے... اب پہلے تمہارے دماغ کو چلانا ہوگا... یار اکرام... چلا دو ان

Uploaded by Kainaat

کا دماغ۔''

''جی اچھا۔''

''ہاں ہاں! کوشش کر دیکھو۔'' ایک نے بے فکری کے عالم میں کہا۔

اور پھر اکرام کے ماتحتوں نے انہیں شکنجے میں کس دیا... وہ چیخے چلائے ضرور، لیکن بے ہوش ہونے تک انہوں نے کچھ نہ بتایا... آخر انہیں دوسرے شکنجے میں کسا گیا... یہ بھی ناکام رہا... وہ پھر بے ہوش ہو گئے... لیکن بتانے پر آمادہ نہ ہوئے... اس طرح ایک ایک کر کے سارے حربے بے کار ہو گئے...

اب انسپکٹر جمشید بولے:

''اکرام... ترکیب نمبر 13۔''

''تیرہ کیا پندرہ اور بیس بھی آزما لو۔''

''ارے نہیں... ترکیب نمبر 13 آخری ترکیب ہو گی... اس کے استعمال پر اگر تم نے زبان نہ کھولی تو میرا بھی وعدہ ہے تمہاری تعریف کرتے ہوئے تمہیں رہا کر دوں گا...''

''رہا تو ہمیں مسٹر کرگال خود ہی کرائیں گے... آپ نہ رہا کریں ہمیں۔''

''اوہو! بہت اکڑ...''

اسی وقت ایک ملازم نے اندر آ کر کہا:

''سر ایک وکیل صاحب آئے ہیں... وہ ان لوگوں کی ضمانت پر رہائی کے کاغذات لائے ہیں، کہہ رہے ہیں اگر انہیں فوری طور پر رہا نہ کیا گیا تو مقدمہ بن جائے گا۔''

''اکرام تم باہر جاؤ... اور ان کاغذات کو چیک کرو... جن جج صاحب نے ان کی ضمانت لی ہے... انہیں فون کرو اور پوچھو... ہمیں عدالت میں طلب کیے بغیر ضمانت کس قانون کے تحت لی گئی... اور ان وکیل صاحب کو بھی حراست میں لے لو۔''

''جی... کیا فرمایا آپ نے۔'' اکرام بوکھلا اٹھا۔

''یار جو کہہ رہا ہوں... کرو۔'' وہ جھلا کر بولے۔

اکرام فوراً باہر نکل گیا۔

''اب ترکیب نمبر 13 کا کیا بنے گا... اپنے ماتحت کو تو آپ نے باہر بھیج دیا۔'' ان میں سے ایک نے ہنس کر کہا۔

''چلو بھئی... انہیں بتا دو... ہم سب کام کرنا جانتے ہیں۔'' انسپکٹر جمشید نے ماتحتوں سے کہا۔

''جی اچھا۔''

اب انہیں فرش پر بچھے مخصوص خانوں میں لٹایا گیا... ان میں لیٹنے کے بعد وہ ہل جل نہیں سکتے تھے... کروٹ لینا تو رہا دو کنار... پھر ایک بٹن دبایا گیا... ان کی پیشانیوں پر وقفے وقفے سے ایک ایک قطرہ گرنے لگا... اور بالکل ٹھیک ایک جگہ پر گرنے لگا... چھت میں سوراخ موجود تھے اور ان خانوں میں لیٹنے کے بعد قطرے ان کی پیشانیوں پر ہی گرتے تھے...

''بس! اب انہیں چھ گھنٹے تک یوں ہی رہنے دو... چھ گھنٹے کے بعد اگر یہ چیخ چلا رہے ہوں کہ ہم سب کچھ بتانے کے لیے تیار ہیں تو مجھ اطلاع دینا... ورنہ یہ عمل جاری رکھنا اور ہاں! کوئی بھی آئے... ان کی ضمانت نہیں لی جائے گی...'' یہ کہتے ہوئے انہوں نے آئی جی صاحب کی

طرف دیکھا۔

''بالکل ٹھیک جمشید... یہ تو قاتلوں کا گروہ ہے... ان کے ساتھ رعایت کیسی۔'' انہوں نے فوراً کہا۔

اب وہ باہر آئے اور چونک اٹھے... باہر کا منظر عجیب تھا۔

☆☆☆

گڑبڑ

''لو... کرلو عاشی سے معذرت۔'' فرزانہ نے جھلا کر کہا اور باہر کی طرف دوڑ پڑی۔

''اوہو... ہوا کیا ہے۔''

''عاشی کی ہولناک چیخ سنائی دی ہے، پہلے اس نے ہیلو کہا تھا... ساتھ ہی چیخ گونج اٹھی... گویا جب اس نے ہیلو کہا، اس وقت کوئی بات نہیں تھی... فوراً ہی کوئی بات ہوگئی... لہٰذا میں تو جا رہی اس کے گھر... تم بے شک الماراچوک جاؤ۔'' فرزانہ نے یہ الفاظ دوڑتے ہوئے کہے۔

''اب کیا خاک جائیں گے... ہم بھی تمہارے ساتھ چل رہے ہیں... یوں بھی ابا جان نے کون سا ہمیں بلایا ہے... اگر انہیں ہماری ضرورت ہوتی تو ضرور بلا لیتے۔'' محمود نے تیزی سے کہا۔

''اس بات کا جواب تو خیر یہ ہے کہ ہوسکتا ہے ابا جان کو بتانے کا موقع نہ ملا... لیکن بہر حال... اب عاشی کی چیخ نے سنگینی پیدا کر دی ہے... لہٰذا چلو۔''

وہ کار میں بیٹھے اور عاشی کے گھر کی طرف اڑ لیے... عاشی فرزانہ کی بالکل نئی سہیلی بنی تھی... وہ اسی سال ان کے سکول میں داخل ہوئی تھی... اس کے

Uploaded by Kainaat

والد کا نام سردار خان تھا... وہ ایک وکیل تھے اور دوسرے شہر سے اس شہر میں آئے تھے... یہ وکیل ضرور تھے، لیکن کام وکیلوں والے نہیں کرتے تھے... البتہ کاروباری آدمی تھے... ان کا کاروبار کافی پھیلا ہوا تھا... فرزانہ کو تو بس اتنا ہی معلوم تھا... آج اس کے گھر ان کی دعوت تھی اور یہ دعوت عاشی کی سالگرہ کی تھی... اب ایک طرف انہیں ہوٹل المارا والی واردات کے سلسلے میں پریشانی تھی... تو دوسری طرف عاشی کی پریشانی تھی۔

''فرزانہ... ذرا پھر فون کرو۔''

محمود نے کار مہارت سے چلاتے ہوئے کہا۔ فرزانہ نے نمبر ڈائل کیے... دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی... لیکن کسی نے فون کا ریسیور نہ اٹھایا۔

''کوئی فون نہیں اٹھا رہا۔''

''اس کا مطلب ہے... وہاں ضرور کوئی گڑبڑ ہے... تبھی تو کوئی فون نہیں سن رہا۔''

''بالکل ٹھیک ہے... وہاں تو ویسے بھی سالگرہ کا پروگرام تھا... کچھ نہ کچھ تو مہمان آ ہی چکے ہوں گے۔ مہمان نہیں آئے ہوں گے تو قریبی رشتے دار تو آئے ہوئے ہوں گے... پھر آخر کوئی فون کیوں نہیں اٹھا رہا۔'' محمود نے جلدی جلدی کہا۔

''اب یہ تو وہاں چل کر ہی معلوم ہو سکتا ہے۔''

''اچھا ابا جان کے نمبر ملا کر دیکھو... نہ مل سکیں تو انکل اکرام کے نمبر ملاؤ...''

فرزانہ نے پھر نمبر ملانے کی کوشش شروع کی... لیکن کامیابی نہ ہو سکی...

''اللہ اپنا رحم فرمائے۔''

''آمین۔'' دونوں بولے۔

پھر وہ عاشی کی کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے... کوٹھی کے باغ میں انہیں پوری چہل پہل نظر آئی... یوں لگتا تھا جیسے کوئی بات سرے سے نہ ہوئی ہو... انہیں اور زیادہ حیرت ہوئی... تینوں نے ایک دوسرے کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا...

''چلو دیکھتے ہیں۔'' فرزانہ نے کندھے اچکائے۔

وہ آگے بڑھے تو چوکیدار نے انہیں گیٹ پر ہی روک لیا:

''مہربانی فرما کر کارڈ دکھا دیں۔''

اب انہیں یاد آیا... عاشی کی چیخ کی وجہ سے وہ کارڈ ساتھ نہیں لا سکے تھے۔

''کارڈ گھر رہ گیا... عاشی میری سہیلی ہے اور وہ اس وقت خطرے میں ہے۔''

''آپ اندر نہیں جا سکتے... عاشی بی بی خطرے میں نہیں، اپنے کمرے میں لباس تبدیل کر رہی ہیں۔''

''اوہو... خان صاحب! آپ بات کو سمجھنے کی کوشش کریں... ہم نے کچھ دیر پہلے عاشی کو فون کیا تھا، انہوں نے فون کا ریسیور اٹھا کر السلام علیکم کہا تھا کہ اچانک ان کی چیخ کی آواز سنائی دی اور پھر فون بند ہو گیا... اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ ہم بغیر دعوت کے اندر جانا چاہتے ہیں تو ہم یہیں ٹھہرتے ہیں۔ آپ ان کے کمرے کے دروازے پر جا کر دستک دے کر دیکھ لیں... یا پھر ان کے والد کو بلا کر لے آئیں۔ وہ ہمیں جانتے ہیں... ہم خود ان سے بات کر لیں گے۔''

Uploaded by Kainaat

''میں یہ جگہ چھوڑ کر نہیں جا سکتا... یہاں کوئی اور نہیں ہے... سردار خان ہماری ایسی کی تیسی کر دیں گے۔''

''حد ہو گئی... اچھا آپ ان کا موبائل نمبر بتائیں... دراصل ہمیں نمبر معلوم نہیں تھا، ورنہ گھر سے چلنے سے پہلے انہیں فون کر دیتے... اور دوسرا فون ویسے ہی بند کر دیا گیا ہے...''

''ہاں! یہ ٹھیک ہے... ان کا موبائل نمبر میں آپ کو بتا دیتا ہوں... آپ بات کر لیں۔'' خان صاحب نے فوراً کہا۔

''اللہ کا شکر ہے... آپ نے کوئی بات تو مانی۔'' فرزانہ نے منہ بنا کر کہا۔

اس نے نمبر بتا دیا... فرزانہ نے فوراً نمبر ملایا... دوسری طرف سے سردار خان کی آواز سنائی دی... ابھی تک ان کی سردار خان سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ سلسلہ ملنے پر جونہی ان کی آواز سنائی دی... وہ بولی:

''السلام علیکم... میں فرزانہ بول رہی ہوں... عاشی کو اپنے کمرے میں کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے... جلدی اس کی خبر لیں... اور آپ کے چوکیدار ہمیں اندر نہیں آنے دے رہے... انہیں بھی پیغام بھیجیں۔''

''آپ نے کیا نام بتایا... فرزانہ... آپ کا مطلب ہے... انسپکٹر جمشید کی بیٹی۔''

''جی ہاں!''

''اوہ اوہ آپ نے کیا کہا... عاشی کو...''

ان الفاظ کے ساتھ ہی دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی... خان صاحب... اب تو ہمیں اندر جانے دیں... آپ کے سامنے ہم ان سے بات کر

...بچے ہیں... لیکن انہوں نے مجھے آپ کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں دی۔''

''اس میں ان کا کوئی قصور نہیں... وہ عاشی کی خبر لینے دوڑ لگا گئے ہیں... باقی لوگ بھی آخر ان کے پیچھے دوڑ پڑے ہوں گے۔''

''آپ اندر کی طرف دیکھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں... کہیں واقعی کوئی گڑبڑ تو نہیں ہو گئی...''

''ہاں! دوڑ تو وہ رہے ہیں... ارے باپ رے...''

ان الفاظ کے ساتھ ہی چوکیدار نے اندر کی طرف دوڑ لگا دی۔

''ارے ارے... آپ کی یہاں ڈیوٹی ہے... اندر تو ہمیں جانا ہے۔'' محمود چلایا، لیکن وہ نہ رکا... اب وہ بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے... اس طرح وہ عاشی کے کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے... سردار خان وہاں برابر دروازے پر دستک دے رہے تھے... اور ساتھ میں بے قراری کے عالم میں کہہ رہے تھے۔

''دروازہ کھولو میری بچی... کیا ہوا تمہیں... دروازہ کھولو۔''

اندر سے کسی قسم کا کوئی جواب نہیں مل رہا تھا... اب تو فرزانہ نے بلند آواز میں کہا:

''انکل! اس کمرے کا دوسرا دروازہ یا کھڑکی کس طرف ہے۔''

''باغ... بائیں باغ کی طرف۔'' ''اس طرف سے راستہ ہے۔'' وہ چلائے۔

تینوں نے بے تحاشہ دوڑ لگا دی... سردار خان پھر دروازہ بجانے لگے... وہ چکر کاٹ کر بائیں باغ میں داخل ہوئے... سامنے ہی عاشی کا کمرہ

Uploaded by Kainaat

تھا... انہوں نے دیکھا... باغ کی طرف کھلنے والی کھڑکی کھلی تھی...

''خیال رہے... اگر واردات اس کھڑکی کے ذریعے ہوئی ہے تو کھڑکی کے نیچے نشانات ہوں گے... ہم کہیں ان نشانات کو ختم نہ کر دیں۔''

محمود نے جلدی جلدی کہا۔

دونوں نے سر ہلا دیے... کیونکہ اس کی بات نہایت معقول تھی... لہٰذا کھڑکی کے کچھ فاصلے پر رک کر انہوں نے پہلے نیچے کا جائزہ لیا اور پھر بے دھڑک آگے بڑھے... کیونکہ وہاں گھنی گھاس تھی اور گھاس پر سے نشانات ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا... انہوں نے کھڑکی سے کمرے کے اندر کا جائزہ لیا۔ عاشی بے ہوش پڑی تھی اور گہرے گہرے سانس لے رہی تھی...

وہ فوراً کمرے میں کود گئے اور دروازہ کھول دیا... سردار خان ایک جھٹکے سے اندر آئے اور چلائے...

''کیا ہوا میری بچی کو۔''

''مہربانی فرما کر کمرے میں اس سے آگے نہ آئیں... ورنہ نشانات ختم ہو جائیں گے... آپ پہلے ڈاکٹر کو بلائیں...''

''بلانے کی ضرورت نہیں... ہمارے فیملی ڈاکٹر اس وقت باغ میں موجود ہیں... انہیں تو سالگرہ میں بلایا گیا ہے۔''

''اوہ اچھا... تب پھر انہیں بلا لیں۔''

وہ ڈاکٹر کو بلانے کے لیے کمرے سے باہر جانے لگے تھے کہ ایک آواز آئی:

''میں بھی یہاں آ چکا ہوں...''

یہ کہہ کر ڈاکٹر صاحب اندر آ گئے... انہوں نے عاشی کا معائنہ شروع

کیا... ہوش میں لانے کی تدبیریں کیں... ایک انجکشن دیا... کوئی دوا سنگھائی... اور انتظار کرنے لگے... ادھر وہ تینوں کمرے کا بغور جائزہ لے رہے تھے... عاشی کے نئے کپڑے بستر پر بے ترتیب سے پڑے تھے۔ شاید یہ کپڑے پہننے کے لیے ہی وہ یہاں آئی تھی...

جلد ہی عاشی نے آنکھیں کھول دیں۔

''کیا ہوا تھا میری بچی۔'' سردار خان نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

''وہ... وہ... اوہ ہاں... یاد آیا... میں اندر کپڑے پہننے کے لیے آئی تھی... جونہی میں نے دروازہ اندر سے بند کیا... فون گھنٹی بجی... میں نے فون کا ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف سے فرزانہ کی آواز سنائی دی... اسی وقت کسی نے میرے سر پر کوئی چیز دے ماری... اور پھر مجھے ہوش نہیں رہا۔''

یہ سنتے ہی ڈاکٹر نے اس کے سر کو دیکھا... وہاں واقعی گومڑ سا بن گیا تھا۔

''اس کا مطلب ہے... وہ جو کوئی بھی تھا... کمرے میں پہلے ہی موجود تھا...'' سردار خان نے حیران ہو کر کہا۔

''اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔''

''لیکن کیوں... سوال تو یہ ہے۔''

''اس سوال کا جواب ہم آپ کو تلاش کر کے دیں گے... فی الحال تو ضرورت اس بات کی ہے کہ عاشی صاحبہ کپڑے پہن کر باغ میں چلیں... تاکہ پروگرام خراب نہ ہو...''

''اوہ ہاں! یہ ٹھیک ہے۔'' سردار خان چونکے۔

''عاشی! آپ اب باتھ روم میں کپڑے تبدیل کریں... لیکن

Uploaded by Kainaat

ٹھہریں... پہلے ہم باتھ روم چیک کر لیں۔"

تینوں غسل خانے میں داخل ہو گئے اور اس کا اچھی طرح جائزہ لیا... اس کا ایک ہی دروازہ تھا... لہٰذا کوئی خطرے والی بات نہیں تھی... چنانچہ وہ نکل آئے اور عاشی کو اندر جانے کا اشارہ کیا... اب وہ باقی لوگوں کی طرف مڑے۔

"آپ سب لوگ باغ میں چلیں... ہم عاشی کو ساتھ لے کر آ رہے ہیں۔"

"اچھی بات ہے... لیکن یہ چکر سمجھ میں نہیں آیا۔" سردار خان فکر مندانہ انداز میں بولے۔

"آپ فکر نہ کریں..."

"اچھا... ٹھیک ہے۔"

اور پھر وہ اپنے مہمانوں کے ساتھ باغ میں چلے گئے... عاشی جلدی کپڑے پہن کر باہر نکل آئی... اس نے جلدی جلدی اپنے بال وغیرہ درست کیے اور پھر ان سے بولی:

"میں تیار ہوں۔"

"اس سے پہلے کہ ہم باغ میں جائیں... پہلے یہ بتا دیں... کیا آپ نے حملہ آور کو دیکھا تھا۔"

"جی نہیں... میں تو اس کی جھلک تک نہیں دیکھ سکی تھی۔"

"اچھا ٹھیک ہے... آپ باغ میں چلیں... ہم آتے ہیں۔"

"کیوں! آپ یہاں رُک کر کیا کریں گے۔" اس کے لہجے میں الجھن تھی۔

"ایک مشورہ کر کے آتے ہیں... زیادہ دیر نہیں لگائیں گے..."

اس کے جانے کے بعد انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر لیا... کھڑکی وہ پہلے ہی بند کر چکے تھے...

"کیا خیال ہے..." محمود نے ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"مہمانوں ہی میں سے کوئی آیا تھا... اس لیے کہ کارڈ کے بغیر تو کسی کو اندر آنے دیا ہی نہیں گیا... سوائے ہمارے۔" فرزانہ نے پُرخیال لہجے میں کہا۔

"بالکل ٹھیک... سوال یہ ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا... بس عاشی کو بے ہوش کر کے چلا گیا... آخر کیوں؟"

"اس سوال کا جواب ہمیں تلاش کرنا ہو گا۔" فاروق بولا۔

"کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ ہم حملہ آور ہی کو تلاش کر لیں... اور اس سے پوچھ لیں... کیوں بھئی... تمہارا پروگرام کیا تھا... یا کیا ہے۔" فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ زیادہ بہتر ہے۔" محمود نے اس کی تائید کی۔

"تم اس کی تائید نہ کرو... ہو ہی نہیں سکتا۔"

"جب یہ ہو ہی نہیں سکتا تو تم کیوں مرچیں چبا رہے ہو۔" محمود مسکرایا۔

"غالباً یہ وہ پیپر ویٹ ہے... جو اس نے عاشی کے سر پر مارا تھا... اور پھر پیپر ویٹ میز پر رکھ کر چلا گیا... کیونکہ سر پر مارنے کے لیے وہ کوئی چیز تو ساتھ لایا نہیں ہو گا... یا اسے یہ معلوم نہیں ہو گا کہ عاشی یہاں آئے گی... غالباً وہ کمرے سے کوئی قیمتی چیز اڑانے کے چکر میں تھا۔"

"اگر بات یہی ہے... تب تو پھر وہ کوئی عام چور تھا... لیکن یہاں

Uploaded by Kainaat

عام چور کا کیا کام۔'' فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

''بھئی عام چور کے ہاتھ اگر کسی کا کارڈ لگ جائے تو وہ یہاں آ کر ... ہے یا نہیں... یہ سوچ کر کہ دعوت کے دوران شاید کچھ قیمتی چیزوں پر ہاتھ صاف کرنے کا موقع مل جائے۔''

''اس بات کا امکان تو خیر ہے۔'' فاروق نے سر ہلا دیا۔

''شکر ہے... تم نے بھی تائید کی...'' فرزانہ بولی۔

''پہلے میں اس پیپر ویٹ کا جائزہ لے لوں...'' محمود نے کہا۔

اس نے جیب سے عدسہ نکالا اور اس کے ذریعے پیپر ویٹ کا جائزہ لینے لگا...

''اگر اس پر حملہ آور کی انگلیوں کے نشانات نہیں ہیں... تو بھی عاشی یا گھر کے کسی فرد یا ملازم کی انگلیوں کے نشانات تو ہوں گے ہی... لہٰذا ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ کس کی انگلیوں کے ہیں... کیا ہم سب مہمانوں کی انگلیوں کے نشانات لے سکیں گے... میرا خیال ہے... سردار خان ہرگز ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔''

''ہاں! اس کا امکان ہے۔'' فاروق نے سر ہلایا۔

''اور یہاں کمرے میں...''

فرزانہ کے الفاظ درمیان میں ہی رہ گئے... اس کی نظر ایک اور چیز پر پڑی تھی۔ اور پھر اس کے چہرے پر جوش سوار ہو گیا۔

جلد ہی تینوں کمرے سے نکل کر باغ کی طرف لپکے...

''مہربانی فرما کر باغ سے فوراً نکل جائیں... اور کوٹھی کو بھی خالی کر دیں... فوراً۔'' محمود نے بلند آواز میں کہا۔

پھر تینوں نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔

''کیا ہوا... کیا ہوا۔''

''اندر بم موجود ہے... پوری کوٹھی اڑنے والی ہے۔''

''کیا!!!'' سب لوگ چلائے۔

اور پھر تو سب نے اندھا دھند انداز میں باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔ سب لوگ کوٹھی سے دور ہوتے چلے گئے... اس کوٹھی کے نزدیک کوئی اور کوٹھی نہیں تھی... کافی کافی فاصلے پر تھیں... لہٰذا انہیں خبردار کرنے کی ضرورت نہیں تھی...

اب سب ایک جگہ کھڑے ہو گئے... محمود، فاروق اور فرزانہ ان سب سے ذرا الگ کھڑے ہوئے تھے... محمود جلدی جلدی فون کر رہا تھا۔ ایسے میں سردار خان تیز تیز چلتے ان کی طرف آ گئے:

''آپ کو دھوکا تو نہیں ہوا... اندر بھلا بم کہاں سے آیا۔''

''آپ اس حملہ آور کو کیوں بھول رہے ہیں... آخر وہ کیوں آیا تھا... کیا کرنا چاہتا تھا، اسے عاشی کے کمرے میں جانے کی کیا ضرورت تھی...'' محمود نے جلدی جلدی کہا۔

''آپ کا مطلب ہے... وہ وہاں بم رکھنے گیا تھا۔''

''جی ہاں! وہ پائیں باغ والی کھڑکی سے اندر گیا تھا۔ مہمانوں کے پاس سے ٹہلنے کے انداز میں پائیں باغ کی طرف چلا گیا ہوگا... پھر عاشی کے کمرے میں داخل ہو گیا۔''

''لیکن کیوں... اگر وہ بم رکھنے آیا تھا... پھر تو وہ بہت آسانی سے باغ میں بم رکھ سکتا تھا... پھر اس نے بم وہاں کیوں رکھا۔''

Uploaded by Kainaat

"شاید وہ لوگوں کی جان نہیں لینا چاہتا... آپ کی کوٹھی کو اڑانا چاہتا ہے۔"

"ارے باپ رے..." سردار خان لرز گئے۔

پھر کافی دیر گزر گئی... اور دھماکا نہ ہوا... اب تو لوگ لگے کانا پھوسی کرنے... وہ بار بار انہیں گھور رہے تھے... جیسے کہ رہے ہوں... ہم لوگ بھی کن کی باتوں میں آگئے... بلاوجہ وقت ضائع کیا...

پھر سردار خان تیز تیز چلتا ان کی طرف آیا۔

"اب کیا کریں... لوگ تو بور ہو رہے ہیں۔"

"چند منٹ اور بور ہونے دیں۔" فاروق مسکرایا۔

"کیا کہا... چند منٹ اور بور ہونے دوں۔" سردار خان نے اسے گھورا۔

"ہاں اور کیا... مسئلہ زندگی اور موت کا ہے... ورنہ ہم کیوں سب کو باہر نکال کر لے آئے... ہمیں ایسا کرنے کا کوئی شوق نہیں تھا جناب۔"

"اچھی بات ہے... یونہی سہی... لیکن چند منٹ بعد یہ لوگ آپ کا بہت مذاق اڑائیں گے اور ساتھ میں مجھے بھی تنگ کریں گے۔"

"دیکھیے جناب! اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اندر کوئی خطرہ نہیں ہے تو شوق سے اندر چلے جائیں، آپ کے مہمانوں کا خیال بھی اگر یہی ہے... تو ہم انہیں بھی نہیں روکیں گے... البتہ۔" محمود جلے کٹے انداز میں کہتے کہتے رک گیا۔

"رک کیوں گئے آپ! کہیے کیا کہنا چاہتے ہیں۔" سردار خان کو غصہ آ گیا۔

"البتہ ہم نہیں جائیں گے... یہیں ٹھہر کر انتظار کریں گے... یہاں

تک کہ بم سکواڈ یہاں پہنچ جائے اور وہ اندر اس چیز کو چیک کر لے... اگر انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اندر کوئی خطرہ نہیں ہے... تب ہم اندر جائیں گے۔"

"آپ کا پروگرام تو بہت لمبا ہے... مہمان اتنی دیر تو خیر نہیں ٹھہریں گے۔"

"آپ کی مرضی... ہم نے آپ کو خبردار کر دیا ہے... اور پھر بم سکواڈ کو فون کر دیا ہے... وہ لوگ آتے ہی ہوں گے... دوسرے یہ کہ ہم نے اپنے کچھ دوستوں کو بلایا ہے... جونہی وہ آئیں گے... معلوم ہو جائے گا... اندر بم ہے یا نہیں... اب اگر آپ اپنے مہمانوں کو کوٹھی میں لے جانا چاہتے ہیں تو پھر ذمے دار آپ ہوں گے۔"

"کیا آپ لوگوں نے بم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔" سردار خان نے آنکھیں نکالیں۔

"نہیں..." فرزانہ نے فوراً کہا۔

"تب پھر... دوسروں کو کیوں پریشان کر رہے ہیں۔"

"میں نے اندر ایک ایسی چیز دیکھی ہے... جس میں بم ہو سکتا ہے... اور اس بات کا زبردست امکان ہے..." اس نے پرسکون آواز میں جواب دیا۔

"سوری! میں مہمانوں کو اندر لے جا رہا ہوں۔"

"اچھی بات ہے... لے جائیں... لیکن جانے سے پہلے ایک بات بتا دیں۔" محمود بول اٹھا۔

"اور وہ کیا؟" سردار خان جاتے جاتے بولے۔

"آپ کے کسی مہمان نے کسی وجہ سے جانے کی اجازت تو نہیں مانگی... میرا مطلب ہے جب تک سب لوگ اندر تھے۔"

Uploaded by Kainaat

"جانے کی اجازت... کیا مطلب؟" سردار خان چونکے۔

"میرا مطلب ہے... کسی نے یہ تو نہیں کہا تھا... سردار صاحب! مجھے اچانک ایک کام یاد آگیا ہے... لہٰذا مجھے اجازت دیں... اور کیا وہ اجازت لے کر چلا گیا تھا۔"

"مجھ سے کسی نے ایسی بات نہیں کہی۔"

"اوہ... تب پھر اسے معلوم ہے... بم کس وقت پھٹنا ہے... اس لیے اس نے ابھی جانے کی اجازت نہیں مانگی تھی... ادھر ہم سب لوگوں کو باہر لے آئے... اس لیے اسے اجازت مانگنے کی ضرورت نہیں رہی... البتہ اسے اس بات کا رنج ضرور ہوگا کہ ان کا پروگرام خراب ہوگیا ہے۔"

"پتا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں... کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ جس نے بم رکھا ہے... وہ مہمانوں میں شامل ہے۔"

"جی ہاں! اسی نے عاشی صاحبہ کے سر پر کوئی چیز مار کر انہیں بے ہوش کیا تھا۔ دراصل وہ بم رکھنے کے لیے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا... اسی وقت عاشی صاحبہ وہاں پہنچ گئیں۔ وہ دروازے کی اوٹ میں ہوگیا... اور پھر اس نے ان کے سر پر کوئی چیز دے ماری... اور بم کمرے میں رکھ کر باہر نکل آیا... یہ ہے کل کہانی... آپ کو اس کہانی پر یقین نہیں تو جائیے... مہمانوں کو لے جائیے اندر..."

"آپ نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔"

"آپ صرف یہ سوچیں... کسی کو عاشی کو بے ہوش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"ہاں! یہ بات تو واقعی سوچنے والی ہے۔" انہوں نے سر ہلایا۔

"تو پھر سوچیے نا... آپ کو سوچنے سے منع کس نے کیا ہے۔" فاروق مسکرایا۔

سردار خان اسے گھور کر رہ گئے... ایسے میں فرزانہ نے کہا:

"اور جناب! ابھی تو ہمیں اس آدمی کی نشان دہی بھی کرنی ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ حیران ہو کر بولے۔

"اللہ نے چاہا تو ہم بتائیں گے... وہ شخص کون ہے... جس نے عاشی صاحبہ کو بے ہوش کیا اور کمرے میں بم رکھا۔"

"کک... کیا واقعی۔"

"ان شاء اللہ!"

پھر کئی گاڑیاں وہاں آکر رکیں... یہ بم سکواڈ والے تھے... انہوں نے انہیں جلدی جلدی صورت حال بتائی اور پائیں باغ والے کمرے کی نشان دہی کی... وہ فوراً اس طرف بڑھ گئے۔

"لیجیے جناب! اب تو آپ کے مہمانوں کو بس چند منٹ اور انتظار کرنا پڑے گا... اس کے بعد آپ سب کو باغ میں لے جاسکیں گے اور پروگرام کا آغاز کریں گے... ادھر ہم اپنا کام کریں گے۔"

"یہ... یہ کس قدر عجیب بات ہوگی۔" سردار خان کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

"ہاں جب آپ کو اپنے کسی دوست کے بارے میں معلوم ہوگا کہ اس نے اندر بم رکھا ہے... تو واقعی یہ بہت عجیب بات ہوگی۔" فاروق مسکرایا۔

سردار خان پھر اسے گھور کر رہ گئے... جلد ہی بم سکواڈ کے لوگ باہر آتے نظر آئے... ان کے چہروں پر کامیابی کی چمک بتا رہی تھی کہ وہ چیز بم ہی

Uploaded by Kainaat

تھی... نزدیک آنے پر انہوں نے وہ گل دان ان کے سامنے کر دیا:

"بم اس میں تھا... بہت خطرناک تھا... پوری کوٹھی بھک سے اڑ جاتی... اور یہ ٹائم بم تھا... ابھی اس کے پھٹنے میں بیس منٹ باقی ہیں..."

"اوہ... اوہ... بیس منٹ بعد... اس وقت سب لوگ کھانا کھا رہے ہوتے۔" سردار خان نے کانپتی آواز میں کہا۔

"اب آپ کا کیا خیال ہے۔" فاروق کی شوخ آواز ابھری۔

"ہم... میں آپ لوگوں سے معافی چاہتا ہوں... آپ تو ہم سب کے لیے رحمت کے فرشتے ثابت ہوئے ہیں۔"

"شکریہ! ہم انسان ہی بھلے۔" فاروق نے کہا۔

"اب آپ مہمانوں کو اندر لے چلیے... ہم بھی آ رہے ہیں... یاد رکھیے... وہ شخص اب بھی بہت خطرناک ہے... اور اس کے پاس کوئی دوسرا بم بھی ہو سکتا ہے۔"

"کیا!!!" سردار خان چلائے۔

اسی وقت ایک آواز ابھری۔

☆☆☆

ایک اور قدم

اکرام نے وکیل پر پستول تانا ہوا تھا۔

"ارے! یہ کیا بھئی..."

"انہوں نے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی ہے سر۔"

"تب تم نے اچھا کیا... ضمانت کے کاغذات چیک کیے۔"

"یہ دکھانے پر تیار نہیں ہیں... کہہ رہے تھے پہلے انہیں گرفتار شدگان کے پاس لے جایا جائے... ان کی حالت مجھے دکھائی جائے... میں نے انکار کیا اور کہا کہ پہلے وہ کاغذات دکھائیں، پھر ہم ان جج صاحب سے پوچھیں گے... اس کے بعد آپ کی ملاقات ان گرفتار شدگان سے کرائی جائے گی۔"

"یہ تم نے بالکل ٹھیک کیا اکرام... پھر انہوں نے کیا کہا۔"

"کچھ نہیں... مجھ پر پستول تاننے لگے تھے... ان سے پہلے میں نے ان پر پستول تان دیا۔"

"اچھا کیا... شاباش... لیکن تم نے یہ کیسے جان لیا کہ یہ صاحب پستول تاننے لگے تھے۔"

"سر... ان کی جیب سے پستول کا دستہ جھانک رہا ہے... یہ ہاتھ اس

Uploaded by Kainaat

کی طرف ہی گئے تھے کہ میں نے پستول نکال لیا...

"خوب خوب... انہیں بھی حوالات میں ڈال دو۔"

"مقدمہ بن جائے گا..." وکیل غرایا۔

"پروا نہیں... ویسے مقدمہ تو اب اس جج پر بنے گا... یکطرفہ ضمانت کیسے لی انہوں نے... پہلے وہ ہمیں عدالت میں بلاتے... ہم ان لوگوں کی گرفتاری کی وجہ بتاتے اور انہیں حراست میں رکھنا ضروری ثابت کرتے، اس کے باوجود اگر وہ ضمانت لیتے تو بھی ہم ان سے بڑی عدالت سے رجوع کرتے... کیونکہ یہ معاملہ کسی عام ملزم کا معاملہ نہیں ہے... پچاس سے زائد لوگ ہلاک ہوئے ہیں... کل کے اخبارات تو اٹھا دیں گے طوفان... اور جب ان حضرات کو پتا چلے گا کہ جن لوگوں کو پکڑا گیا تھا، انہیں بھی ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے تو اس طوفان میں اور تیزی آجائے گی۔ پھر جن لوگوں کے عزیز رشتے دار ہلاک ہوئے ہیں... وہ ہمارے ساتھ کیا نہیں کریں گے... ان سب باتوں کو سوچ کر ضمانت لینے یا نہ لینے کا فیصلہ کیا جاتا ہے... یہ نہیں کہ کسی نے ضمانت کی درخواست دی اور جج صاحب نے دستخط کر دیے... لگتا ہے... جج صاحب سے ان حضرات کے خاص تعلقات ہیں... یا پھر یہ کیس رشوت کا ہے۔"

"آپ... آپ نے جج صاحب پر رشوت کا الزام لگایا ہے... اس بنیاد پر ایک اور مقدمہ آپ پر بن گیا۔" وکیل غرایا۔

"چلو کوئی بات نہیں... ایک سے دو بھلے... ویسے اس وقت میرے بچے یہاں ہوتے تو فاروق ضرور کہہ اٹھتا... چپڑی اور دو دو۔"

"ان کی کمی آپ جو پوری کیے دے رہے ہیں۔" وکیل نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"آپ کا نام۔"

"اختر عباسی۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"اکرام! اختر عباسی صاحب کو ہتھکڑیاں پہنا کر حوالات تک لے جاؤ... تاکہ یہ ہم پر ایک تیسرا مقدمہ بنا سکیں... اور جن جج صاحب نے ضمانت لی ہے... سرکاری وکیل صاحب کے ذریعے ایک نوٹس انہیں بھی ہو جائے... وہ ہائی کورٹ میں آکر وضاحت کریں... انہوں نے یہ ضمانت کس طرح لی... ہاں اگر وہ معذرت کر لیں تو پھر عدالت تک معاملہ لے جانے کی ضرورت نہیں۔"

"جی اچھا۔"

"اور ہاں اکرام... ابھی ہمیں ہوٹل المارا کے مالک سے بھی ملاقات کرنا ہے... معلوم کرو، اس کا مالک کون ہے... ظاہر ہے... وہ ہوٹل کھلوانے کی فکر میں ہوگا..."

"جی اچھا... میں آکر رپورٹ دیتا ہوں... کیا آپ ابھی یہیں ٹھہریں گے۔"

"ہاں! شاید یہ لوگ جلدی کچھ بتانے پر آمادہ ہو جائیں... ورنہ میں تمہارے ساتھ ہوٹل المارا کے مالک سے ملاقات کرنا پسند کروں گا۔"

"جی اچھا... بس میں چند منٹ حاضر ہوتا ہوں۔"

چند منٹ بعد اکرام نے آکر بتایا:

"سر! ہوٹل المارا کے مالک کا نام خواد خان جواد ہے... 30 نیو ٹاؤن میں رہتا ہے۔"

"اس کا فون نمبر معلوم ہے تو پہلے معلوم کر لو... وہ کہاں ملے گا۔"

Uploaded by Kainaat

’’سر! میں پوچھ چکا ہوں... وہ گھر پر موجود ہے اور ہوٹل کھلوانے کے لیے وکیلوں کی خدمات حاصل کر چکا ہے۔‘‘

’’خوب خوب... چلو پھر... ذرا اس سے مل لیں۔‘‘

جلد ہی اکرام خواد خان جواد کی کوٹھی کے دروازے پر دستک دے رہا تھا... ایک ملازم نے دروازہ کھولا اور انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر چلا گیا... جلد ہی قدموں کی آواز سنائی دی... پھر ایک بھاری بھرکم آدمی اندر داخل ہوا... اور سلام کیے بغیر ناخوش گوار لہجے میں بولا:

’’تو وہ آپ ہیں... جنھوں نے میرے ہوٹل کو سیل کرایا ہے۔‘‘

’’جی ہاں! ہوں تو وہ میں ہی۔‘‘

’’آپ کو یہ سودا مہنگا پڑے گا۔‘‘

’’یہ ہم بعد میں دیکھیں گے... پہلے آپ یہ بتائیں... کرگال کہاں ہے۔‘‘

’’کرگال... کون کرگال۔‘‘ اس نے مارے حیرت کے کہا۔

’’مجھ پر حملہ کرنے والا کرگال ہی تھا... آپ کے ہوٹل کی چھت پر اس کے دس آدمیوں نے مجھ پر اچانک حملہ کیا تھا... اسی بنیاد پر ہوٹل کو سیل کروانا پڑا...‘‘

’’لیکن اس میں ہوٹل کا کیا قصور... میرا کیا قصور... ہوٹل میں تو کوئی بھی آ کر ٹھہر سکتا ہے... کسی کے منہ پر تو نہیں لکھا ہوا کہ وہ کون ہے، کیا کرتا ہے...‘‘

’’اگر آپ کا کرگال سے کوئی تعلق ثابت نہ ہوا تو میں معذرت کر لوں گا۔‘‘ وہ بولے۔

’’آپ کے معذرت کر لینے سے کیا میرا نقصان پورا ہو جائے گا۔‘‘

’’آپ اپنے نقصان کے لیے مجھ پر مقدمہ درج کرا دیجیے گا... پھر جو فیصلہ عدالت کرے گی... منظور کر لیجیے گا۔‘‘

’’یہ تو کرنا ہوگا۔‘‘ اس نے منہ بنایا۔

’’ضرور کیوں نہیں... میں تو خود کہہ رہا ہوں... اب بتائیے کرگال کہاں ہے۔‘‘

’’میں اس نام کے کسی شخص کو نہیں جانتا... اگر اس نام کا کوئی شخص ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا تو پھر وہ کسی اور نام سے ٹھہرا ہوا ہوگا... لہٰذا میں اس معاملے میں کسی طرح قصور وار نہیں بنتا۔‘‘

’’بالکل ٹھیک... لیکن اگر آپ کا کوئی تعلق کرگال سے ثابت ہو گیا، تو پھر۔‘‘

’’اس صورت میں میں برابر کا مجرم ہوں۔‘‘

’’خوب خوب... اکرام تیاری کرو بھئی۔‘‘ وہ بولے۔

’’جی اچھا۔‘‘

’’تیاری... کیسی تیاری۔‘‘ اس نے حیران ہو کر کہا۔

اکرام اٹھا اور باہر نکل گیا... انسپکٹر جمشید نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا... وہ پھر بولا:

’’آپ آخر کرنا کیا چاہتے ہیں۔‘‘

’’بس دیکھتے جائیں۔‘‘ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

’’دیکھتا تو جا رہا ہوں اور کیسے دیکھوں۔‘‘ وہ جل گیا۔

’’صبر اور شکر سے دیکھیں۔‘‘ انہوں نے مشورہ دیا۔

Uploaded by Kainaat

"آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔" وہ چلا اٹھا۔

"نہیں تو... ویسے شاید آپ آواز بلند کر کے کسی کو اشارہ کر رہے ہیں، لیکن اب آپ کا یہ اشارہ کام نہیں آئے گا... میں نے اسی لیے اپنے ماتحت کو باہر بھیج دیا تھا... اب تک آپ کی کوٹھی گھیرے میں لی جا چکی ہے..."

"کیا مطلب؟"

"ہم دراصل آپ کی کوٹھی کی تلاشی لیں گے۔"

"ضرور... کیوں نہیں... بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے... ویسے کیا آپ کے پاس وارنٹ ہیں۔"

"یہ کہنے کا مطلب کیا تھا... تیاری کرو۔"

"تو وارنٹ حاصل کیے جا رہے ہیں۔"

"نہیں... وہ تو ہر وقت میری جیب میں ہوتے ہیں... وہ تو گھیرا ڈالنے کے لیے کہا تھا..."

"اچھی بات ہے... اب جو بھی ہوگا... اس کی ذمے داری آپ پر ہوگی۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔" وہ مسکرائے۔

پھر اکرام نے باہر سے انہیں فون کیا:

"سر... کوٹھی چاروں طرف سے مکمل گھیرے میں ہے... کوئی ہماری نظروں سے بچ کر باہر نہیں جا سکتا۔"

"کوئی پردہ نشین خاتون بھی نہیں جائے گی۔"

"جی اچھا! آپ فکر نہ کریں۔"

"دیکھیے جناب... میں کوٹھی کی تلاشی لوں گا۔"

"آپ خود تلاشی لیں گے۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں... میں خود ایسے کام کر لیتا ہوں، آپ فکر نہ کریں۔"

اس نے سر ہلا دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

کوٹھی کافی بڑی تھی... اور وہ اکیلے تھے... اکرام کو وہ پہلے ہی باہر بھیج چکے تھے، ایسے میں انہیں محمود، فاروق، فرزانہ، خان رحمان اور پروفیسر داؤد کی ضرورت شدت سے محسوس ہوئی... لیکن اب ان کے انہیں بلانے کا وقت کہاں رہا تھا... اب تو وہ تلاشی کے لیے اٹھ چکے تھے۔ انہوں نے ایک ایک کمرے کو اچھی طرح دیکھا بھالا... غسل خانوں تک کو دیکھا... ایک کمرے کا دروازہ اندر سے بند ملا:

"یہاں کیا ہے۔"

"اس میں میری بیوی اور اس کی سہیلی ہے... دونوں پردہ کرتی ہیں۔"

"کوئی بات نہیں میں لیڈی پولیس بلا لیتا ہوں۔"

"آخر آپ کس کی تلاش میں ہیں۔"

"کرگال کی۔"

"آپ کا مطلب ہے... میں نے کرگال کو اپنے گھر میں چھپا رکھا ہے۔"

"میرا یہی خیال ہے۔"

"آپ کا خیال سو فیصد غلط ہے..."

"آپ یا تو اس کمرے کی تلاشی دیں... ورنہ پھر لیڈی پولیس کو بلانا ہوگا۔"

"اچھی بات ہے... بلا لیں۔" اس نے کندھے اچکائے۔

پھر بیس منٹ بعد ان کے محکمے کی لیڈی پولیس وہاں آگئی... ان کی انچارج کو انہوں نے ساری بات سمجھائی... پھر فواد خان جواد سے بولے:

''اب آپ دروازہ کھلوائیں... یہ اندر جائیں گی۔''

''اچھی بات ہے۔''

اس نے کہا اور دروازے پر دستک دیتے ہوئے بولا:

''بابرا... باہر لیڈی پولیس موجود ہے... کمرے کی تلاشی لینا چاہتی ہے... آپ دروازہ کھول کر انہیں اندر داخل ہونے دیں۔''

''جی اچھا!'' ایک زنانہ آواز ابھری۔

پھر دروازے کی چٹخنی گرنے کی آواز سنائی دی... اور دروازہ تھوڑا سا کھلا۔

''میرا مشورہ ہے... آپ تنہا اندر نہ جائیں... اپنی دو ماتحتوں کو بھی ساتھ لے جائیں... پستول ہاتھ میں رکھیں۔''

''کیا آپ کے خیال میں اندر خطرہ ہے؟'' خاتون پولیس آفیسر نے پریشان ہو کر کہا۔

''آپ کے لیے اندر زبردست خطرہ ہو سکتا ہے... کیا خیال ہے آپ کا فواد خان جواد صاحب!''

''کیا مطلب... خیال آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔'' اس نے جھلا کر کہا۔

''اور کس سے پوچھوں۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''کہیں آپ مذاق کے موڈ میں تو نہیں ہیں... اور یہ سب مذاق تو نہیں کر رہے۔''

''جی نہیں... میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں اور اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا ہوں... ویسے فواد صاحب! آپ ایسا کیوں نہیں کر لیتے... کہ ان دونوں خواتین سے کہیں، وہ چہرے نقاب میں چھپا لیں... آخر ایسا بھی کیا پردہ۔''

''نہیں جناب! ہمارے ہاں بہت سخت پردہ ہے۔'' اس نے فوراً کہا۔

''نو فروری کا اخبار روزنامہ ''قوم'' آپ کی نظر سے گزرا تھا۔'' انسپکٹر جمشید سرسری انداز میں بولے۔

''کک... کیا مطلب؟'' وہ بری طرح چونکا۔

دوسرے لمحے انسپکٹر جمشید کے ہاتھ میں پستول نظر آیا۔

☆☆☆

Uploaded by Kainaat

نہیں......نہیں!!

سردار خان کا رنگ اُڑ گیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مہمانوں کی طرف چلا گیا... جلد ہی انہوں نے مہمانوں کو اندر جاتے دیکھا۔

''اب ... اب ہم کیا کریں۔'' محمود نے سردار خان کے جاتے ہی کہا۔

''میرا خیال ہے... اس مرحلے پر پروفیسر انکل کو بلا لینا چاہئے...'' فرزانہ نے فوراً کہا۔

''بالکل ٹھیک! میں بھی یہی کہنے والا تھا۔'' فاروق نے اس کی تائید کی۔

''تو پھر کہہ کیوں نہیں دیا تھا۔'' فرزانہ جل گئی۔

''بس کیا بتاؤں... ذہن بھٹک گیا تھا۔'' اس نے منہ بنایا۔

محمود نے اپنے موبائل پر ان کے نمبر ڈائل کیے... دوسری طرف سے خان رحمان کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہے تھے...

''خان رحمان بات کر رہا ہوں...''

''اوہ معاف کیجیے گا انکل! غلطی سے آپ کا نمبر ملا بیٹھا... دراصل نمبر

ملانا چاہتا تھا، پروفیسر انکل کا۔''

''کیوں بھئی... مجھ سے ایسی کیا ناراضی ہو گئی۔'' خان رحمان بول اٹھے۔

''جی ایسی کوئی بات نہیں... پروفیسر انکل کے بعد آپ کو بھی فون کرنے کا ارادہ تھا۔'' محمود نے فوراً کہا اور یہ اس نے غلط نہیں کہا تھا... وہ ایسا ہی کرتا۔

''تب پھر جو کہنا ہے... مجھ ہی سے کہہ لو... میں اس وقت پروفیسر صاحب کے ہاں بیٹھا ہوں۔''

''اوہ! تو یہ بات ہے... مطلب یہ کہ میں نے درست نمبر ملایا تھا... خیر... ہم چاہتے ہیں... آپ دونوں فوری طور پر سردار خان کے ہاں آجائیں... اور بم وغیرہ تلاش کرنے کے آلات بھی لیتے آئیں۔''

''کون سردار خان! میرا خیال ہے... میں کسی سردار خان کو نہیں جانتا اور جہاں تک میرا خیال ہے... پروفیسر صاحب! آپ بھی نہیں جانتے ہوں گے۔''

''توبہ کرو جی۔'' محمود کو پروفیسر داؤد کی آواز سنائی دی... ساتھ ہی خان رحمان بولے۔

''توبہ... میری توبہ۔''

محمود مسکرا دیا... پھر اس نے مختصر طور پر سردار خان اور ان کے پتے کے بارے میں بتا دیا... سنتے ہی وہ بولے۔

''ہم آرہے ہیں۔''

اب وہ اندر کی طرف بڑھے... اندر مہمان اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ چکے

Uploaded by Kainaat

تھے... سردار خان ان سے معذرت کر رہے تھے... ایسے میں محمود مائیک کے نزدیک پہنچ گیا، اس نے سردار خان سے کہا:

''معاف کیجئے گا... میں بھی آپ کے مہمانوں سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔''

''ضرور کیوں نہیں... جب سے مہمانوں کو معلوم ہوا ہے کہ کوٹھی میں واقعی بم تھا اور وہ پھٹ جاتا تو نہ جانے کتنی لاشیں بچھ جاتیں، اس وقت سے سب کے سب آپ کو احسان مندانہ نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ اب ان کا غصہ اور جھلاہٹ ختم ہو گئی ہے۔''

''چلئے اللہ کا شکر ہے۔''

''اور چلئے کہاں۔'' فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

''حد ہو گئی۔'' محمود نے تلملا کر کہا۔

فرزانہ مسکرا دی... پھر محمود مائیک کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس کی آواز باغ میں گونجنے لگی:

''ہمیں افسوس ہے... ہماری وجہ سے آپ کو پریشانی ہوئی...''

''نہیں نہیں... آپ کی وجہ سے تو ہماری جانیں بچ گئیں۔''

''جی نہیں... جانیں بچانے والی ذات تو بس اللہ تعالیٰ کی ہے...''

''سبب تو آپ بنے ہیں۔'' کسی نے کہا۔

''چلئے خیر... اب میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں... بم جس نے بھی اس کمرے میں رکھا... وہ پائیں باغ کے راستے کمرے میں داخل ہوا تھا... اس کمرے کی کھڑکی پائیں باغ میں کھلتی ہے... کھڑکی اتفاق سے کھلی تھی... جیسا کہ اب تک آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا... وہ کمرہ سردار خان صاحب کی بیٹی عاشی کا

ہے... عاشی صاحبہ غالباً باغ کا نظارہ کرنے کی بہت شوقین ہیں، اس لیے کھڑکی کھلی رکھتی ہیں...''

''ہاں! یہی بات ہے۔'' عاشی کی آواز سنائی دی۔

''بس تو وہ آسانی سے ان کے کمرے میں داخل ہو گیا... اب یہ ایک اتفاق ہی تھا کہ عین اس وقت عاشی اس تقریب کے سلسلے میں کپڑے تبدیل کرنے کے لیے اندر داخل ہوئیں... دروازہ کھلنے کی آواز سن کر حملہ آور نے فوراً خود کو دروازے کے ساتھ دیوار سے لگا لیا... پھر ان کے سر پر کوئی چیز دے ماری، یہ بیہوش ہو گئیں... تو وہ صاحب بم رکھ کر باغ کے راستے پھر مہمانوں میں شامل ہو گئے... اب ہوا یہ کہ جب عاشی کمرے میں داخل ہوئی... عین اس لمحے میری بہن فرزانہ نے اسے فون کیا... ادھر فون کی گھنٹی بجی... ادھر یہ کمرے میں داخل ہوئیں اور ساتھ ہی انہوں نے اپنا موبائل آن کر لیا... ادھر حملہ آور نے پیچھے سے ان پر وار کر دیا... ان کے منہ سے نکلنے والی چیخ فرزانہ نے سنی اور ہم اس طرف دوڑ پڑے... اس کے بعد کی کہانی آپ کو معلوم ہی ہے... اب جیسا کہ بم برآمد ہو چکا ہے... اور اس کے ساتھ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مہمانوں ہی میں سے کوئی حملہ آور ہے... تو...''

''کیا مطلب... کیا مطلب؟'' مہمان چلا اُٹھے۔

''ہاں! یہی بات ہے... اگر وہ شخص مہمانوں میں سے نہیں ہے تو پھر گھر کا کوئی فرد ہو سکتا ہے... یا کوٹھی کے ملازمین میں سے کوئی ہو سکتا ہے... لیکن گھر کے کسی فرد کو یا ملازمین میں سے کسی کو اگر یہ کام کرنا تھا تو اسے باغ کی طرف سے آنے کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں تھی... اس طرح تو وہ بلاوجہ نظروں میں آ سکتا تھا... جب کہ مہمانوں میں سے کوئی شخص کوٹھی کے اندر جا کر یہ کام نہیں کر سکتا تھا

Uploaded by Kainaat

...اسے دیکھ لیا جاتا... سو ہم یہ بات دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ حملہ آور مہمانوں ہی میں سے کوئی ہے۔''

''نہیں... نہیں۔'' سب مہمان خوف زدہ انداز میں چلا اٹھے۔

''آپ سب کے نہیں نہیں کہنے سے کیا یہ بات غلط ثابت ہو جائے گی۔''

''تب پھر... وہ کون ہے۔'' ایک مہمان نے بلند آواز میں کہا۔

''ہاں! سوال یہ ہے کہ وہ ہے کون۔'' محمود نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

''تب پھر بتائیے... وہ کون ہے۔'' کئی مہمان بولے۔

''معاف کیجیے گا... ہم نجومی نہیں ہیں۔''

''کیا مطلب؟'' مہمان حیران ہو کر بولے۔

''مطلب یہ کہ ہمیں نہیں معلوم وہ کون ہے۔''

''تب پھر... یہ کیسے معلوم ہو کہ وہ کون ہے۔''

''سب مہمان اگر تعاون کریں.. تو اسے پکڑنا ذرا بھی مشکل نہیں۔''

''سب مہمان تعاون کریں... کیا مطلب؟''

''ہم چاہتے ہیں... اس بھری محفل ہی میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے... حملہ آور کی نشان دہی ہو جائے... پھر ہم پوچھیں... وہ سردار خان کی کوٹھی کو اس میں بسنے والوں سمیت کیوں بم سے اڑا دینا چاہتا تھا... اور پھر اسے قانون کے حوالے کر دیں... اس کے بعد آپ سے اجازت چاہیں۔''

''یہ... یہ کس قدر خوفناک بات ہے... وہ... وہ حملہ آور ہمارے درمیان موجود ہے۔'' ایک مہمان چلا اٹھا۔

''ہاں جناب! اس میں شک نہیں... یہ بات بہت خوفناک ہے...

لیکن اس سے بھی زیادہ خوفناک بات ایک اور ہے؟'' محمود یہاں تک کہہ کر ایک جملے سے رک گیا۔

''اور وہ کیا!'' سب لوگ ایک آواز میں بولے۔

''وہ صاحب... اب بھی ہمارے لیے ایک خطرہ ہیں۔''

''کیا!!!'' مہمان خوف زدہ آواز میں بولے۔

''جی ہاں! بالکل یہی بات ہے... اور۔''

محمود رک گیا... اسی وقت اس نے پروفیسر داؤد اور خان رحمان کی کار کو باہر رکتے دیکھا تھا۔

''سردار خان صاحب! ہمارے دو عدد مہربان پہنچ گئے ہیں... انہیں ہم نے خود بلایا ہے... آپ مہربانی فرما کر انہیں اندر لے آئیں۔''

''اوہ... اچھا اچھا... ضرور... کیوں نہیں۔'' سردار خان بوکھلائے ہوئے انداز میں بولے۔ پھر تیزی سے دروازے کی طرف چلے گئے... جلد ہی وہ پروفیسر داؤد اور خان رحمان کے ساتھ آتے نظر آئے۔

''یہ... یہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔'' خان رحمان کی حیرت زدہ آواز ابھری...

''پروفیسر انکل... میں آپ کو فون پر مختصر طور پر بتا ہی چکا ہوں... مہربانی فرما کر غیر محسوس طور پر اپنا کام شروع کر دیجیے۔''

''اچھی بات ہے۔'' پروفیسر داؤد بولے۔

''کیا مطلب... یہ کیا بات ہوئی۔'' ایک صاحب ناخوش گوار انداز میں چلائے۔

''آپ کی تعریف۔'' فرزانہ فوراً بولی۔

Uploaded by Kainaat

"کیوں... کیا بات ہے... آپ میرا نام کیوں پوچھ رہے ہیں..."

"آپ نے اعتراض کیا ہے نا... کہ یہ کیا بات ہوئی..."

"آپ نے بات ہی ایسی کہی تھی... کام شروع کر دیں۔"

"ظاہر ہے... ہم حملہ آور کو پکڑنا چاہتے ہیں۔" محمود مسکرایا۔

"لیکن کیسے؟"

"آپ یہ کیوں جاننا چاہتے ہیں... یہ ہمارا طریقہ ہے... ہم کیوں بتائیں۔"

"بات تو ٹھیک ہے... ارسلان فوزی صاحب۔" سردار خان بول اٹھے۔

"تو ان کا نام ارسلان فوزی ہے۔" محمود نے بغور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! یہ میرے قریبی دوست ہیں۔"

"شکریہ! جناب فوزی صاحب... ہم اپنا طریقہ دوسروں کو نہیں بتاتے... اپنے طریقے سے کام کرتے ہیں۔"

"اس وقت آپ ہیرو ہیں... آپ نے ہم سب کو بہت بڑے خطرے سے بچایا ہے اس لیے میں کچھ نہیں کہوں گا... آپ اس شخص کو جس طرح چاہیں تلاش کر سکتے ہیں۔"

"ہوں ٹھیک ہے... شکریہ... کام شروع ہے... آپ لوگ کھانے پینے کا کام جاری رکھیں۔"

"نہیں!" ایسے میں پروفیسر داؤد کی آواز سنائی دی۔

"آپ نے کیا کہا... نہیں۔" فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں! میں نے یہی کہا ہے... نہیں۔"

"کیا مطلب؟ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"آپ کھانے پینے کا کام جاری نہ رکھیں... بلکہ دوسرے بم سے بچنے کی تیاری کریں۔"

"کیا کہا... دوسرا بم۔"

"ہاں! یہاں ایک اور بم موجود ہے... اور مجھے نہیں معلوم... اس کو کتنے بجے پھٹنا ہے... یا پھر وہ ریموٹ کنٹرول بم ہے۔"

"ارے باپ رے۔" بہت سی آوازیں ابھریں۔

"اب... اب کیا کریں... کیا پھر دوڑ لگائیں۔" کسی نے بلند آواز میں پوچھا۔

"کوئی فائدہ نہیں۔" پروفیسر چلائے۔

"جی... کیا مطلب؟"

"سب دوڑ کر باہر جائیں گے تو بم بھی ساتھ جائے گا... لہٰذا وہاں بھی خطرہ ہو گا... ہاں اگر سب لوگ بالکل الگ الگ ہو جائیں اور ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہو جائیں تو پھر صرف ایک شخص زد میں آئے گا۔"

"تو ہم ایسا کر لیتے ہیں... ایسا کرنا کیا مشکل ہے۔" کسی مہمان نے کہا۔

"ایک منٹ دیجئے... میں اس قابل ہو گیا ہوں کہ آپ کو بتا سکوں... بم آپ میں سے کس کے پاس ہے۔"

"کیا کہا... کیا واقعی؟"

Uploaded by Kainaat

''ہاں بالکل... اور یہ لیجیے... میں بتانے لگا ہوں۔'' یہ کہ کر وہ ایک لمحے کے لیے رکے... پھر ان کے چہرے پر بلا کی حیرت دوڑ گئی...

''آپ رک کیوں گئے انکل۔'' فاروق بے چین ہو گیا۔

''میں... میں حیران ہوں...''

''کوئی بات نہیں... ہمیں آپ کے حیران ہونے پر کوئی اعتراض نہیں... آپ شوق سے حیران ہو لیں... بس صرف یہ بتا دیں... حیران کس بات پر ہو رہے ہیں۔'' فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

پروفیسر داؤد نے اسے گھورا... لیکن خاموش رہے۔

''آپ ابھی تک خاموش ہیں... اس پر ہمیں بھی حیرت ہے...'' محمود نے مارے بے چینی کے کہا۔

''یار تنگ نہ کرو۔'' وہ جھلا کر بولے۔

''شاید آپ بھول گئے... آپ اس شخص کی نشاندہی کر رہے تھے... جس کے پاس بم ہے۔''

''ہاں! کر رہا تھا... لیکن نہیں کر سکتا۔''

''یہ کیا بات ہوئی... آپ نشاندہی کر رہے تھے، لیکن اب نہیں کر سکتے۔''

''ہاں! ہمارا اس بار کا مجرم بہت زیادہ چالاک ہے...'' انہوں نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔''

''یہ کہ میں اپنے آلات کے ذریعے اس تک پہنچنے والا تھا... آلات اس سمت میں اشارہ کر رہے تھے... جس سمت میں وہ تھا... اب ظاہر ہے... میں

بہت آسانی سے اس تک پہنچنے والا تھا... لیکن شاید اس نے بھی کسی طرح یہ بات بھانپ لی... اور...'' وہ کہتے کہتے رک گئے۔

''اور کیا۔'' تینوں بے چین ہو گئے۔

''اور اس نے بم کسی اور جگہ منتقل کر دیا... میرا مطلب ہے... کسی اور کی جیب میں رکھ دیا ہے۔''

''یہ کیسے ممکن ہے۔'' محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

''کیا کیسے ممکن ہے... کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا... یعنی بم کسی اور کی جیب میں نہیں رکھ سکتا۔''

''یہ بات نہیں۔'' محمود کھوئے کھوئے لہجے میں بولا۔

''یہ بات نہیں... تو پھر کیا بات ہے؟''

''وہ ضرور کسی اور جیب میں بم رکھ سکتا ہے... سوال تو یہ ہے کہ آپ کو اس بات کا پتا کیسے چلا گیا... آپ تو اپنے آلات کے ذریعے صرف اس شخص تک جا سکتے ہیں جس کے پاس بم ہے... آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ بم کسی اور کی جیب میں چلا گیا ہے...'' محمود نے جلدی جلدی کہا۔

''اوہ! اب سمجھا... کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو... خیر میں اس بات کی وضاحت کیے دیتا ہوں... میری نظر اپنے آلات پر تھی... آلات کی سوئیاں سمت کی طرف واضح طور پر اشارہ کر رہی تھیں... اور ضرورت صرف اس سمت میں قدم اٹھانے کی تھی۔ ابھی میں نے قدم اٹھائے نہیں تھے کہ سوئیوں میں زبردست تھرتھراہٹ ہوئی... چند سیکنڈ تک رہنے کے بعد یہ تھرتھراہٹ ختم ہو گئی... اس تھرتھراہٹ کا صاف مطلب یہ ہے کہ بم کو ہلایا جلایا گیا ہے... اس کو ایک جگہ دوسری جگہ رکھا گیا ہے۔''

Uploaded by Kainaat

''اب بات سمجھ میں آئی... اور اس کا مطلب یہ ہے کہ بم کسی اور کی جیب میں رکھتے ہی وہ اس جگہ سے کسی اور سمت میں چلا گیا ہوگا۔'' محمود نے فکر مندانہ انداز میں کہا۔

''ہاں! بالکل۔'' پروفیسر داؤد پرزور انداز میں بولے۔

''اب بات واضح ہوئی۔'' فرزانہ نے سر ہلایا۔

''لہٰذا اب میں جس شخص کی طرف جاؤں گا... مجرم وہ نہیں ہوگا۔''

''افسوس! یہ کیا ہوا... اب ہم اس شخص تک کیسے پہنچ سکتے ہیں بھلا۔''

''یہ سوچنا تمہارا کام ہے... میں تو فی الحال اس کی طرف جاتا ہوں، کیونکہ بم کو ناکارہ بنانا سب سے اہم ہے۔''

''اوہ ہاں واقعی... اگر بم پھٹ گیا تو کیا ہوگا۔''

''خیر... ایسے تو وہ نہیں پھٹے گا... جس نے بھی بم کسی کی جیب میں رکھا ہے... اسے پتا ہے... بم کب پھٹے گا... یا پھر بم ریموٹ کنٹرول ہے... اب پہلے وہ یہاں سے کہیں دور جائے گا... پھر بم پھٹے گا...'' پروفیسر داؤد نے پرجوش انداز میں کہا۔

''اوہ ہاں... واقعی... اس کا مطلب ہے... اب ہمیں یہ دھیان رکھنا ہوگا کہ کوئی یہاں سے کھسکتا تو نہیں...''

''بالکل... اس بات کا دھیان رکھنا بہت ضروری ہے۔'' انہوں نے کہا۔

''لیکن ایک اور امکان بھی ہے۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''اور وہ کیا۔'' پروفیسر داؤد نے جلدی سے اس کی طرف دیکھا۔

''یہ کہ... دوسرے کی جیب میں منتقل کرنے سے پہلے اس نے بم کو

ناکارہ بنا دیا ہو... کیونکہ وہ دیکھ چکا تھا... اب حالات اس کے حق میں نہیں ہیں۔''

''ہاں واقعی! اس بات کا زبردست امکان ہے... لیکن اس کے باوجود ہمیں بم تو برآمد کرنا ہوگا... تم مہمانوں پر نظر رکھو... دیکھتے رہو کہ کون ان میں سے ادھر ادھر ہونے کی کوشش کرتا ہے۔''

''ہوں... اچھا... آپ جائیں۔''

اور پھر پروفیسر صاحب ان کے پاس سے آگے بڑھ گئے... جلد ہی ان کی آواز ابھری:

''معاف کیجیے گا جناب! آپ ذرا اپنی جیبوں کا جائزہ لے لیں۔''

''جی... جی... کیا مطلب؟'' وہ شخص بری طرح چونکا۔

''میں نے کہا ہے... آپ اپنی جیبوں کی تلاشی لے لیں۔''

''لیکن کیوں؟'' وہ چیخا۔

''کہیں بم آپ کی کسی جیب میں تو نہیں۔''

''کیا... کہا... بم۔'' وہ چلا اٹھا۔

''جی ہاں! بم۔'' پروفیسر داؤد نے بھی تیز آواز میں کہا۔

اس نے غیر ارادی طور پر ہاتھ جیبوں میں ڈال دیے پھر اس کی بلند چیخ سنائی دی۔

''نہیں!!!''

''کیا ہوا۔'' کئی آوازیں ابھریں۔

''یہ... یہ کیا چیز ہے۔'' مارے خوف کے اس کا چہرہ دودھ کی طرح سفید ہو گیا اور پھر اس کا ایک ہاتھ جیب سے باہر آ گیا۔

Uploaded by Kainaat

انہوں نے دیکھا، اس کے ہاتھ میں کوئی لمبوتری سی چیز تھی... اس کا رنگ بھورا تھا اور اس میں سے کچھ تار اندر سے نکل کر دوسری طرف داخل ہو رہے تھے۔

''یہ... یہ کیا ہے۔''

''یہ مجھے دے دیں... اور ڈریں نہیں... ابھی نہیں پھٹے گا۔'' پروفیسر داؤد بولے۔

اس نے فوراً بم انہیں دے دیا... پھر بولا:

''اور... اور یہ ابھی کیوں نہیں پھٹے گا۔''

''ابھی بتاتا ہوں... پہلے اس کا جائزہ لے لوں۔''

وہ گھاس پر بیٹھ گئے۔ خوف کی وجہ سے باقی لوگ ان سے دور ہٹتے چلے گئے... ادھر انہوں نے آلات کے ذریعے بم کا جائزہ لیا... پھر اس کی چند تاریں پکڑ کر کھینچ لیں... اس کے بعد انہوں نے کچھ آلات کے ذریعے اس کا جائزہ لیا اور پرسکون آواز میں بولے:

''اللہ کا شکر ہے... اب یہ نہیں چلے گا... آپ کی تعریف۔'' انہوں نے اس کا نام پوچھا جس کی جیب میں سے بم نکلا تھا۔

''لل... لیکن آپ میرا نام کیوں پوچھ رہے ہیں... یہ... میں نہیں لایا، مجھے تو پتا بھی نہیں کہ یہ میری جیب میں کیسے پہنچ گیا۔''

''اگر یہ آپ کی جیب میں کسی نے رکھا ہے... تو آپ کو اس کا وزن کیوں محسوس نہیں ہوا۔''

''دراصل میری جیب میں نایاب چیزوں کی ایک ڈبیا تھی... وہ نایاب چیزیں میں سردار خان کو دکھانے کے لیے لایا تھا، انہوں نے خواہش ظاہر کی

تھی... کیوں سردار خان صاحب! اس نے ان کی طرف دیکھا اور تائید چاہی۔

''جی ہاں! یہ درست ہے... یہ میرے بہت گہرے دوست فرمان شاہ ہی ہیں... بہت اچھے آدمی ہیں... ان کے پاس کچھ نادر چیزیں موجود ہیں، میں نے ہی ان سے کہا تھا کہ یہ آتے ہوئے، وہ چیزیں لے کر آئیں... میں دیکھنا چاہتا ہوں...''

''ہوں ٹھیک ہے... ہمیں ان پر کوئی شک نہیں... کیونکہ ہم پہلے ہی یہ جان چکے ہیں کہ کسی نے بم ان کی جیب میں رکھا ہے... میرے آلات نے یہ اشارہ دیا تھا... لیکن اب ایک دوسرا مسئلہ پیدا ہو گیا...''

''اوہ ہاں... ان نادر چیزوں والا... ظاہر ہے... وہ اس شخص کی جیب میں ہو گی... جس نے بم ان کی جیب میں رکھا ہے...''

''اس کا مطلب ہے... اب ہمیں سب کی تلاشی لینا ہو گی... سردار خان صاحب... امید ہے... آپ کو اور آپ کے مہمانوں کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔''

''نہیں! کوئی اعتراض نہیں... ہم تو خود چاہتے ہیں... وہ شخص جلد از جلد پکڑا جائے۔ جس نے ہمیں بم کے ذریعے ہلاک کرنے کی کوشش کی ہے... ہم اس سے پوچھنا چاہتے ہیں... آخر وہ چاہتا کیا ہے... اسے ہم لوگوں سے کیا دشمنی ہے۔'' سردار خان بولے اور پھر انہوں نے تمام مہمانوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

''آپ سب کیا کہتے ہیں۔''

''وہی جو آپ نے کہا ہے... ہم بھی اس شخص کو گرفتار دیکھنا چاہتے ہیں۔'' بہت سی آوازیں ابھریں۔

Uploaded by Kainaat

''تب پھر ہم ایک طرف سے تلاشی شروع کریں گے... جن صاحب کی تلاشی لے لی جائے... وہ ایک طرف آجائیں۔''

انہوں نے سر ہلا دیے... مارے سسپنس کے سب کا برا حال تھا، آخر ان پانچوں نے تلاشی شروع کی... اس طرح ایک وقت میں پانچ آدمی فارغ ہونے لگے... پانچ پانچ کر کے مہمان الگ ہوتے چلے گئے... آخر سب کے سب کی تلاشی لی گئی، لیکن کسی کی جیب میں سے نادر چیزوں کا بکس نہ ملا۔

''یہ... یہ کیا ہوا... بکس کہاں گیا۔''

''ابھی ہم نے ایک صاحب کی تلاشی نہیں لی۔'' محمود نے سرد آواز میں کہا۔

''کیا مطلب...'' سردار خان زور سے چونکے۔

''جی ہاں! آپ کو بھی تلاشی دینا ہوگی۔'' فرزانہ بولی۔

''یہ آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟'' عاشی نے جھلا کر کہا۔

''مجبوری ہے... اگر تمام مہمانوں کی تلاشی لی جا سکتی ہے تو ان کی کیوں نہیں لی جا سکتی۔''

''ٹھیک ہے... آپ میری بھی تلاشی لے لیں۔''

اور پھر انہوں نے سردار خان کی بھی اچھی طرح تلاشی لی... لیکن نادر چیزوں کا بکس نہ ملا... پھر انہوں نے پورے باغ کو بھی اچھی طرح دیکھ ڈالا... لیکن بکس نہ ملا۔

''حیرت ہے... ہمارے چالاک مجرم نے آخر بکس کہاں چھپا دیا ہے۔''

''م... میری نادر چیزیں۔'' فرمان شاہی نے کانپتی آواز میں کہا۔

''آپ ان چیزوں کی تفصیل لکھ کر دے دیں... ان شاء اللہ ہم ان کو برآمد کر کے رہیں گے۔''

''اوہ... اچھا... آپ کا شکریہ!'' فرمان شاہی نے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ کر کاغذ پر تفصیل لکھنے لگے...

''میرا خیال ہے... اب آپ ہمیں اجازت دیں... آپ کا پروگرام بھی ہو چکا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں بم سے بھی بچایا... تلاشی بھی ہو چکی... لہٰذا اب یہاں ٹھہرے رہنے کی کوئی وجہ نہیں۔'' ایک مہمان نے کہا۔

''ٹھیک ہے عارف شومانی صاحب۔'' یہ کہہ کر سردار خان نے ان کی طرف دیکھا... اور بولے۔

''آپ لوگ کیا کہتے ہیں... مہمان جا سکتے ہیں۔''

''ہاں! اب ہم انہیں کس طرح روک سکتے ہیں...''

مہمان چلنے کی تیاری کرنے لگے... پانچوں بے بسی کے عالم میں کھڑے ان کی طرف دیکھ رہے تھے... ایسے میں ایک عجیب بات ہوئی۔

☆☆☆

Uploaded by Kainaat

کرگال آگیا

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے... پھر فواد خان جواد کے جسم میں حرکت ہوئی۔

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

"یہ کہ نو فروری کے اخبار میں آپ کی اپنی بیوی کے ساتھ ایک تصویر چھپی ہے... دراصل آپ کے ہوٹل کا اشتہار شائع ہوا تھا... اس میں تصویر بھی تھی... اس وقت تو آپ کی بیوی پردے میں نہیں تھی... منہ پر نقاب تک نہیں تھا... جسم پر برقعہ نہیں تھا اور آپ کہہ رہے ہیں..."

ان الفاظ کے ساتھ ہی فواد خان جواد کے منہ سے ایک سسکی نکلی... اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار نمودار ہوئے، پھر وہ کسی شہتیر کی طرح گرا اور ساکت ہو گیا۔

"ارے باپ رے! یہ تو گیا۔"

وہ اندھے منہ گرا تھا۔ کمر پر زخم کا کوئی نشان نہ تھا... کمر کی طرف یوں بھی دیوار تھی... ان حالات میں وہ جتنا حیران ہوتے کم تھا، پھر وہ چونک اٹھے اور اس کمرے سے دوڑ کر باہر نکلے... ان کے ساتھ لیڈی انسپکٹر بھی نکلی۔ دوسری

طرف ایک کمرہ تھا اور کمرے میں کوئی نہیں تھا... انہوں نے جلدی جلدی سارے کمرے دیکھ ڈالے... کہیں کوئی نہیں تھا... آخر تھک ہار کر وہ پھر اسی کمرے میں آ گئے جس میں لاش پڑی تھی... لاش اب بالکل نیلی ہو چکی تھی... گویا اس کے جسم میں زہر داخل ہو گیا تھا... اب انہوں نے اس کے سر کے پچھلے حصے کا بغور جائزہ لیا... آخر گدی میں انہیں ایک سوئی پیوست نظر آ گئی... ایک بار پھر انہیں حیرت کا جھٹکا لگا... اس کی گدی تو دیوار کی طرف تھی... اب انہوں نے دیوار کا بغور جائزہ لیا... وہاں انہیں ایک باریک سا سوراخ نظر آیا... باریک سے اس سوراخ میں لوہے کی ایک باریک سے نلکی فٹ تھی... گویا دوسری طرف سے بلو پائپ رکھ کر پھونک ماری گئی تھی... سوراخ میں سے پہلے فواد خان جواد کو دیکھ لیا گیا تھا... جونہی وہ زد پر آیا... سوئی پھینک دی گئی... گویا کرگال اندر ہی موجود تھا اور وار کر گیا تھا۔

"افسوس! وہ نکل گیا۔"

"لیکن سر... وہ تھا کہاں۔"

"اس کمرے میں بس کرگال ہی تھا۔"

"اور اس کی بیوی۔"

"یہاں بس یہ دو ہی تھے... لیکن وہ اس کمرے میں نہیں تھا... جس سے سوئی پھینکی گئی... وہ اس کمرے میں تھا... اس میں ایک کھڑکی بھی ہے... بس وہ اس کھڑکی سے نکل گیا... آپ کی ماتحت کوٹھی کے دروازے کے اندر تھیں... لہٰذا وہ بھی اسے جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکیں۔"

"ہوں... مجھے افسوس ہے..."

"آپ کا اس میں کیا قصور... خیر... آپ اپنے ماتحتوں کے ساتھ

Uploaded by Kainaat

تشریف لے جا سکتی ہیں۔"

"شکریہ سر۔" اس نے کہا اور چلی گئی۔ جلد ہی انہوں نے جیپ کے جانے کی آواز سنی۔

اب انہوں نے محمد حسین آزاد کو فون پر ہدایات دیں... فون بند کر کے انہوں نے کوٹھی کا اور کوٹھی کی چیزوں کا جائزہ شروع کیا۔ ایک الماری سے انہیں پرانے کاغذات ملے... وہ ان کا جائزہ لینے لگے یہ ایک تھکا دینے والا کام تھا۔ تاہم انہوں نے بور ہونا نہیں سیکھا تھا... کاغذات دیکھتے رہے۔ کسی پر سرسری نظر ڈالی کسی کو غور سے پڑھا... اس طرح ان کاغذات میں سے چند خطوط بھی ملے... ان میں سے دو خط پڑھ کر انہیں بہت حیرت ہوئی... وہ خط انہوں نے تہ کر کے جیب میں رکھ لیے۔

اسی وقت پولیس کی گاڑیاں وہاں پہنچ گئیں۔ انہوں نے محمد حسین آزاد کو ہدایات دیں... ابھی فارغ ہوئے تھے کہ اکرام کا فون ملا... وہ پرجوش انداز میں کہ رہا تھا:

"سر... وہ سب کچھ بتانے پر تیار ہو گئے ہیں۔"

"اچھا میں آ رہا ہوں... قطرے فی الحال بند کر دو... اگر وہ پھر ضد پر اڑے تو شروع کر دیں گے... تاہم انہیں ابھی کھولنا نہیں۔"

"جی اچھا۔"

وہ وہاں سے اسی وقت روانہ ہو گئے۔ کمرۂ امتحان میں پہنچے تو گرفتار شدہ ان بہت ڈھیلے نظر آ رہے تھے، گویا ساری اکڑ رفو چکر ہو چکی تھی۔

"ہاں بھئی اب بتاؤ... کیا بتانا چاہتے ہو۔"

"وہ ہوٹل دراصل کرگال کا ہے... البتہ ظاہر میں مالک فواد خان جواد ہے۔"

"خوب! مجھ پر حملہ کرنے کا پروگرام اچانک بنا تھا یا پہلے سے تھا۔"

"پہلے سے تھا... کرگال نے ہمیں ہدایات دی تھیں کہ الماراچوک میں ایک دھماکا ہوگا... اس میں بہت سے لوگ مریں گے... اگر انسپکٹر جمشید موقع پر نظر آئے تو میں ہوٹل کی چھت سے انہیں اپنی جھلک دکھاؤں گا... وہ جونہی اوپر کا رخ کریں گے... میں چھت پر سے ہٹ جاؤں گا... بس تم ایک ساتھ ان پر ٹوٹ پڑنا... تم دس ہو، وہ اکیلے... لہٰذا تم انہیں آسانی سے نیچے پھینک سکو گے... لیکن ایسا نہیں ہو سکا... ہم آپ کو نہیں گرا سکے۔"

"تمہیں یہ بیان تحریری دینا ہوگا... کیونکہ اس بیان کی بنیاد پر ہم کرگال کے خلاف کیس کو مضبوط بنائیں گے۔"

"ہم تیار ہیں۔"

"اکرام... ان کے بیانات لے لو، دستخط کرا لو اور انہیں حوالات بھجوا دو... اب ان کے ساتھ کوئی سختی نہیں ہونی چاہیے... کیونکہ انہوں نے جو انہیں معلوم تھا، بتا دیا ہے۔"

"او کے سر۔"

"بہت بہت شکریہ جناب۔"

"ویسے... تم لوگوں کے ساتھ اور زیادہ مہربانی کا سلوک ہو سکتا ہے... اگر تم لوگ کرگال کی گرفتاری میں ہماری مدد کرو۔" انہوں نے کچھ سوچ کر کہا۔

"بھلا اس سلسلے میں ہم کیا مدد کر سکتے ہیں۔"

"کرگال کا ٹھکانا کہاں ہے۔"

"یہ بات کرگال کسی کو نہیں بتاتا... دوسرے یہ کہ وہ اپنا ٹھکانا تبدیل کرتا

Uploaded by Kainaat

رہتا ہے۔''

''اچھا خیر... تم لوگوں کی مرضی۔''

''جی... یہ آپ نے کیا کہا... ہماری مرضی... گویا ہم بتا تو سکتے ہیں، بتا نہیں رہے۔''

''ہاں! میں یہی کہنا چاہتا تھا۔'' وہ مسکرائے۔

''آخر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم کرگال کا ٹھکانا جانتے ہیں۔''

''یہ میرا اندازہ ہے... جو غلط بھی ہو سکتا ہے... لیکن زیادہ امید یہی ہے کہ یہ اندازہ کم از کم غلط نہیں ہو سکتا۔''

''نہیں جناب... کم از کم آپ کا یہ اندازہ تو غلط ہی ہے۔''

''میں نے سوچا تھا، تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کروں گا... لیکن تم نے میری بات منظور نہیں کی... تم لوگوں کی مرضی۔''

''گویا آپ اب بھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہم کرگال کے ٹھکانے کے بارے میں جانتے ہیں۔''

''ہاں! اور یہ بات میں بلاوجہ نہیں سمجھ رہا... اس کی ایک وجہ ہے۔'' انہوں نے پراسرار انداز میں کہا۔

''کیا مطلب؟'' اس بار وہ ایک ساتھ بولے... ان کے چہروں پر حیرت تھی۔

''میں تم لوگوں کو ہوٹل المارا میں دیکھتا رہا ہوں... تم وہاں بیرے کے طور پر کام کرتے رہے ہو... اور اب میں نے یہ سنا ہے کہ ہوٹل المارا دراصل کرگال کا ہے... پھر مجھ پر حملہ کرنے والے بھی تم تھے، گویا تم کرگال کے خاص آدمی ہو... مجھ پر حملہ کرنے کے لیے بھی اس نے تمہیں ہی حکم دیا... اس قدر اہم لوگ ضرور

کرگال کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں... اب یہ تمہاری مرضی ہے۔ اس کا ٹھکانا بتا کر اپنے لیے آسانیاں پیدا کر لو۔''

''آسانیاں نہیں... موت۔''

''کیا مطلب؟''

''کرگال ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا... جونہی آپ اس تک پہنچیں گے... وہ سمجھ جائے گا... اس کا پتا ہم نے بتایا ہے... ہمارے علاوہ اور کسی کو بھی معلوم نہیں... وہ کہاں رہتا ہے۔''

''خوب خوب... لیکن میں تمہاری حفاظت کی ذمے داری لیتا ہوں... تمہیں ایسی جگہ رکھوں گا جہاں کرگال کا سایہ بھی نہیں پہنچ سکے گا۔''

''کیا واقعی۔'' ان میں سے دو بولے۔

''ہاں! یہ تجربہ بھی کر کے دیکھ لو۔''

''اچھی بات ہے... یونہی سہی۔ ہم کرگال کا پتا بتانے کے لیے تیار ہیں... لیکن پہلے آپ ہماری حفاظت کا انتظام کریں۔''

''اچھی بات ہے...''

اور پھر انہوں نے خفیہ فورس کے دس ارکان کو وہاں طلب کر لیا... پھر ان سے بولے:

''پہلے میں تمہارا اطمینان کراؤں گا... پھر تم مجھے اس کا پتا بتانا۔''

''جی اچھا۔''

جلد ہی دس ارکان وہاں پہنچ گئے... انہوں نے ان کے بارے میں ان ارکان کو ہدایات دیں... وہ فوراً انہیں ایک بند گاڑی میں لے کر چلے گئے... پھر خفیہ ٹھکانا نمبر ایک میں پہنچ کر انہیں فون کیا:

Uploaded by Kainaat

"سر اب یہ لوگ خفیہ ٹھکانا نمبر ایک پر ہیں۔"

"خوب... میں وہیں آ رہا ہوں... یہاں کے تمام تر حفاظتی انتظامات انہیں دکھا دو... پھر انہیں تہ خانے میں پہنچا دو... میں وہیں آ رہا ہوں۔"

"جی اچھا۔"

پھر وہ اس عمارت میں پہنچ گئے... تہ خانے میں انہوں نے ان سے ملاقات کی... اور بولے:

"اب کہو! تمہارا اطمینان ہوا یا نہیں۔"

"جی ہاں! بالکل ہو گیا... اب وہ یہاں نہیں آئے گا۔"

"غلط کہتے ہو۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب... غلط کہتے ہیں... کیا غلط کہتے ہیں۔" ان میں سے ایک نے حیران ہو کر پوچھا۔

"وہ یہاں آئے گا..."

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں... مسٹر کرگال یہاں آئیں گے۔"

"ہاں بالکل... تم لوگوں کا اور کرگال کا منصوبہ یہی تھا... چھت پر تم لوگ مجھے ہلاک کرنے میں ناکام ہو جاؤ تو میرے خفیہ ٹھکانے پر دوسرا حملہ کیا جائے... کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔" انسپکٹر جمشید یہ کہتے ہوئے مسکرائے۔

"آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔"

"ان ننھے منے آلات کی وجہ سے... جو تم لوگوں کی انگلیوں میں انگوٹھیوں کی صورت میں ہیں... ایسی ہی انگوٹھی کرگال کی انگلی میں دیکھ چکا ہوں... اور اس آلے کی مدد سے وہ یہاں آئے گا... خیر یہ اچھا ہی ہے... میں اس کا استقبال کرنے کے لیے تیار ہوں... تم لوگوں کو فی الحال اس تہ خانے میں رہنا ہوگا... مسٹر کرگال آتے ہی پہلے ہمیں رہا کرائیں گے..."

"کوئی بات نہیں... پھر آپ کا مقابلہ کریں گے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"آ گئے نا اصل شکل میں۔" انسپکٹر جمشید ہنسے۔

"اس میں شک نہیں کہ آپ بہت ذہین ہیں۔" دوسرا بولا۔

عین اسی لمحے اوپر زوردار دھماکا ہوا۔

"تمہارا کرگال آ گیا۔"

"مزہ آ گیا۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ابھی مزے کے بارے میں یقین سے نہ کہو۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

پھر وہ انہیں وہیں چھوڑ کر اوپر آ گئے... ان کے کارکن پوری طرح چوکس تھے اور پوزیشن سنبھالے ہوئے تھے۔

"کیا اس نے بم مارا ہے۔"

"جی ہاں! لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا... بم واپس اس کی طرف جا کر پھٹا تھا... جیسا کہ اس عمارت انتظامات ہیں... البتہ۔"

"البتہ کیا؟"

"البتہ یہ کہ وہ بال بال بچ گیا ہے... اس لیے کہ اس نے بم پروف لباس پہن رکھا ہے۔"

"کوئی بات نہیں... میں اس کا استقبال کروں گا۔"

اسی وقت دھم کی آواز سنائی دی... انہوں نے چونک کر دیکھا... کرگال ان کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

☆☆☆

Uploaded by Kainaat

یہ کیا!!

سردار خان کی کوٹھی کے دروازہ پر ایک جیپ آکر رکی... وہ حیران رہ گئے۔ جیپ ان کے والد کی تھی:

''ارے! یہ یہاں کیسے آگئے... حیرت ہے... کمال ہے۔''

مہمانوں نے بھی جیپ کو رکتے دیکھا... انسپکٹر جمشید وردی میں تو تھے نہیں... کہ مہمان پریشان ہوتے... ادھر انسپکٹر جمشید انہیں دیکھ کر حیران رہ گئے... مہمان باہر کا رخ کر چکے تھے...

''میں تم لوگوں کو یہاں دیکھ کر حیران ہوں۔'' وہ بولے۔

''ہم بھی آپ کو یہاں دیکھ کر حیران ہیں۔''

''اور مہمان بھی قدرے حیران ہیں... ویسے مہمان رخصت ہو رہے ہیں... آپ ذرا جلدی سے بتا دیں... آپ کس سلسلے میں تشریف لائیں ہیں۔''

''میں ایک کیس کے سلسلے میں ایک شخص کے گھر گیا تھا... اس کے گھر والوں نے بتایا کہ وہ یہاں آیا ہوا ہے... یعنی سردار خان کے ہاں... آج یہاں کوئی پارٹی ہے... یہی بات ہے۔''

''جی ہاں! پارٹی تو اب ختم ہو چکی ہے... اور بھی یہاں کافی کچھ ہوا

ہے... اور ہمیں افسوس ہے... ہم مجرم کو نہیں پکڑ سکے... لیکن ہم اسے چھوڑیں گے نہیں... کام جاری رکھیں گے... مہمانوں کو چونکہ روکا نہیں جا سکتا... اس لیے ہم مجبور ہیں۔''

''کوئی بات نہیں... یہ تفصیل تو میں بعد میں سن لوں گا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے اور تم نے کیا کچھ کیا ہے... مجھے تو ملاقات کرنا ہے... مسٹر فرمان شاہی سے۔''

''جی... کیا مطلب؟'' وہ زور سے چونکے... ان کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت دوڑ گئی۔

''کیوں... کیا ہوا؟''

''وہ... وہ جا رہے ہیں فرمان شاہی... اپنی گاڑی کی طرف بڑھ چکے ہیں۔'' محمود نے چونک کر اشارہ کیا۔

انسپکٹر جمشید نے مڑ کر اس سمت میں دیکھا... پھر اس سمت میں دوڑ پڑے... سب لوگ ان کے اس طرح دوڑ پڑنے پر حیران رہ گئے اور انہیں گھورنے لگے... ادھر انسپکٹر جمشید فرمان شاہی کی گاڑی کے پاس پہنچ گئے... وہ بھی رک کر ان کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

''کیا بات ہے جناب... خیر تو ہے... آپ کون صاحب ہیں اور اس طرح میری طرف دوڑ کر کیوں آئے ہیں۔''

''میں آپ کے گھر گیا تھا... وہاں سے پتا چلا، آپ یہاں آئے ہوئے ہیں، اس لیے مجھے یہاں آنا پڑا۔'' انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

''ایسی کیا بات ہو گئی... آپ نے اب تک اپنا تعارف نہیں کرایا۔''

''جی میں انسپکٹر جمشید ہوں۔''

Uploaded by Kainaat

"اوہ!!!" فرمان شاہی کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا... پھر انہوں نے کہا۔

"اچھا... پھر... آپ کو مجھ سے کیا کام ہے۔"

"آپ فواد خان جواد کو جانتے ہیں۔"

"جی ہاں! وہ ہوٹل المارا کے مالک ہیں... میری ان سے علیک سلیک ہے۔"

"بس علیک سلیک... یا کچھ اور بھی تعلق ہے۔"

"جی نہیں... صرف علیک سلیک ہے۔"

"دیکھئے... آپ کا بیان آپ کے خلاف استعمال ہو سکتا ہے... اس لیے جو جواب بھی دیں، سوچ سمجھ کر دیں۔"

"کیا مطلب... میں سمجھا نہیں۔"

اس وقت تک محمود، فاروق، فرزانہ، خان رحمان اور پروفیسر داؤد بھی ان کے ارد گرد جمع ہو چکے تھے... کچھ مہمان بھی رک گئے تھے... کچھ نے رکنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی... وہ اپنی کاروں میں بیٹھ کا جا رہے تھے۔

"بہتر یہ ہوگا کہ ہم بیٹھ کر بات کر لیں... کیا خیال ہے... آپ واپس سردار خان کی کوٹھی میں چلنا پسند کریں گے۔"

"آخر بات کیا ہے۔"

"بات کافی حد تک عجیب ہے... اور کھڑے کھڑے بات کرنا اچھا نہیں لگتا... گزرنے والے بھی آپ کو گھوریں گے۔"

"آئیے....." انہوں نے کہا اور اندر کی طرف چل پڑے... پھر وہ خالی کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ سردار خان بھی حیرت زدہ انداز میں ان کے

پاس بیٹھ گئے... انہوں نے اس سے پہلے انسپکٹر جمشید سے ہاتھ ملایا تھا اور پوچھا:

"معاملہ کیا ہے جناب۔"

"ابھی بتاتا ہوں۔" انہوں نے کہا، پھر فرمان شاہی سے بولے:

"تو آپ کی علیک سلیک فواد خان جواد سے بس یونہی سی ہے۔"

"ہاں! میں کبھی کبھار ان کے ہوٹل کھانا کھانے چلا جاتا ہوں... اور بس۔"

"اور تو آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔"

"جی نہیں۔" انہوں نے جواب دیا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کے بیان کو آپ کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے... لہٰذا جو بیان بھی دیں سوچ سمجھ کر دیں۔"

"میں سوچ سمجھ کر ہی کہہ رہا ہوں۔" وہ بولے۔

"اچھی بات ہے... آپ جانتے ہیں... ہوٹل المارا کا اصل مالک کون ہے۔"

"کیا مطلب... یہ آپ نے کیا کہا... ہوٹل المارا کا مالک فواد خان جواد ہی ہے اور کون ہوتا۔"

"جی نہیں... فواد خان جواد تو فرضی مالک ہے... اصل مالک کوئی اور ہے... اصل مالک میں اور فواد خان جواد میں خط و کتابت ہوتی رہتی تھی... مطلب یہ کہ دونوں راز کی بات فون پر نہیں کہتے تھے... تا کہ کوئی سن نہ لے، میرے پاس اصل مالک کے دو خط ہیں... جو اس نے فواد خان جواد کو لکھے ہیں..."

"آپ... آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔" فرمان شاہی نے الجھن کے

Uploaded by Kainaat

عالم میں کہا۔

''لیجیے! میں آپ کو وہ خط ہی سنا دیتا ہوں۔''

یہ کہہ کر انہوں نے پہلے ایک خط کھولا اور پڑھنے لگے:

''ڈیئر فواد خان جواد!

آپ کے دوست فرمان شاہی نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا... مہربانی کر کے انہیں ان کا وعدہ یاد دلا دیں... ورنہ پھر میں بہت برا آدمی ہوں۔'' فقط کرگال۔

''نن نہیں۔'' مارے خوف کے فرمان شاہی چیخ پڑا... اس کی آنکھیں پھیل گئیں... رنگ اڑ گیا...

''اب دوسرا خط سنیں... یہ خط بھی مسٹر کرگال نے فواد خان جواد کو لکھا ہے... اس خط میں وہ لکھتا ہے:

''اب بھی... یعنی آپ کے یاد دہانی کرانے کے بعد بھی مسٹر فرمان شاہی نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا... لہٰذا اب میں اس کے خلاف اپنی کارروائی شروع کرنے کا حق رکھتا ہوں... امید ہے، آپ برا نہیں مانیں گے... آپ دوست کرگال۔''

یہاں تک پڑھ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے... ادھر فرمان شاہی کا حال وہ تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں... آخر انسپکٹر جمشید بولے:

''مسٹر فرمان شاہی... ہم سب آپ کا جواب سننے کے لیے بے چین ہیں... مہربانی فرما کر آپ وضاحت کریں، آپ کا کرگال سے کیا تعلق ہے... آپ کا فواد خان جواد سے کیا تعلق ہے...''

''نن... نہیں... یہ... یہ ضرور میرے خلاف کوئی سازش ہے...

گہری سازش۔''

''نہیں مسٹر فرمان شاہی۔'' محمود نے سرد آواز میں کہا۔

''کیا مطلب... آپ نے یہ کیا کہا... نہیں مسٹر فرمان شاہی۔'' وہ گھبرا کر بولا۔

''ہاں! میں نے یہی کہا ہے... آپ کے خلاف کوئی سازش نہیں کی گئی... آپ نے ہی اس کوٹھی کے ایک کمرے میں بم رکھا تھا... پھر جب ہم نے اس کو ناکارہ بنا دیا تو آپ دوسرا بھی رکھنے کی تیاری کر چکے تھے... لیکن پروفیسر داؤد صاحب نے آپ کا کام خراب کر دیا... اور ہم نے بم آپ کی جیب سے برآمد کر لیا... لیکن اس وقت بھی آپ چال چل گئے... اور ہم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ بم اصل مجرم نے اپنی جیب سے نکال کر کسی اور کی جیب میں ڈال دیا ہے... حالانکہ ایسا نہیں تھا... آپ نے خود ہی بم کو زور زور سے ہلایا تھا... اور اس کی سمت بھی بدلی تھی... دوسرے یہ کہ جب ہم نے آپ سے پوچھا کہ آخر آپ کو پتا کیوں نہیں چلا کہ آپ کی جیب میں بم رکھ دیا گیا ہے تو اس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ آپ کی جیب میں دراصل نادر چیزوں کی ڈبیا تھی... اس کو نکال کر بم رکھا گیا تھا، اس لیے آپ کو پتا نہیں چلا... لیکن اب ہم کہہ سکتے ہیں... یہ بات نہیں تھی... عاشی صاحبہ کے کمرے میں بم رکھنے والے دراصل آپ ہی تھے۔'' محمود رکے بغیر کہتا چلا گیا۔

''اوہ! تو یہ معاملات یہاں پیش آ چکے ہیں۔''

''ہاں جمشید۔'' خان رحمان بولے۔

''لیکن اس طرح تو ایک اور الجھن پیش آ گئی۔'' انسپکٹر جمشید پریشان ہو کر بولے۔

Uploaded by Kainaat

"جی کیا مطلب... کیسی الجھن؟"

"آخر ان صاحب نے بم عاشی صاحبہ کے کمرے میں کیوں رکھا تھا... جب کہ دعوت باغ میں ہو رہی تھی... اس طرح تو سب لوگ محفوظ رہتے... زیادہ سے زیادہ کچھ لوگ زخمی ہو جاتے... اس کا مطلب ہے... بم رکھنے سے ان کا مقصد گھر کے کسی فرد کو اڑانا تھا... نہ کہ مہمانوں کو..."

"لیکن کیوں؟" پروفیسر داؤد پر زور انداز میں بولے۔

"یہ تو اب فرمان شاہی... ارے... یہ... یہ کیا..." انسپکٹر جمشید بری طرح اچھلے... فرمان شاہی کرسی سے نیچے آ گرا تھا۔

انہوں نے بلا کی رفتار سے آس پاس کھڑے لوگوں کی طرف دیکھا۔ ان کے علاوہ مہمانوں میں سے بھی کچھ لوگ رک کر یہ گفتگو سننے لگے تھے... پھر انسپکٹر جمشید نے دروازے کی طرف دوڑ لگا دی۔

☆☆☆☆

نشانات

دروازے پر پہنچ کر انہوں نے دور دور تک نظریں دوڑائیں، دائیں بائیں بھی دیکھا... لیکن کوئی شخص تیزی سے جاتا نظر نہ آیا۔ نہ کوئی کار دوڑتی نظر آئی... انہوں نے دروازے پر موجود نگران سے پوچھا:

"ایک منٹ پہلے کوئی یہاں سے نکل کر تو نہیں گیا۔"

"جی... نہیں۔ بالکل نہیں۔"

"شکریہ..."

یہ کہ کر وہ واپس پلٹے... سب ان کی طرف دیکھ رہے تھے...

"مہربانی فرما کر آپ میں سے کوئی باہر نہ جائے... اس لیے کہ۔" وہ کہتے کہتے رک گئے۔

"اس لیے کہ کیا؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"اس لیے کہ... آپ میں سے کوئی ایک مسٹر فرمان شاہی کا قاتل ہے۔"

"کیا!!!... کیا انہیں قتل کیا گیا ہے۔" پھر کئی لوگوں نے کہا۔

"ہاں بالکل۔"

''لیکن کیسے؟''

''یہ تو اب دیکھا جائے گا... آپ ایک طرف ہٹ کر کرسیوں پر بیٹھ جائیں... میں ابھی چند منٹ میں بتا دوں گا کہ انہیں کس طرح قتل کیا گیا ہے اور کس نے کیا ہے۔''

''مطلب یہ کہ آپ یہ بھی ابھی بتا دیں گے۔'' حیرت زدہ انداز میں پوچھا گیا۔

''ہاں! بالکل۔'' وہ مسکرائے۔

اب انہوں نے فرمان شاہی کا معائنہ کیا... اس کی پیشانی میں انہیں ایک باریک پن پیوست نظر آئی... گویا بلو پائپ سے سوئی پھینکی گئی تھی... یہ دیکھ کر ان لوگوں کی طرف مڑے۔

''آپ میں سے کوئی تمباکو پینے کا عادی تو نہیں ہے۔''

انہوں نے انکار میں سر ہلا دیے... تب انسپکٹر جمشید بولے:

''مجھے افسوس ہے... آپ کی تلاشی لینا ہوگی...''

''ضرور لے لیں اور مہربانی فرما کر ہمیں جلدی فارغ کر دیں۔'' ایک مہمان بولے۔

''ہاں واقعی! پہلے ہی بہت زیادہ دیر ہو چکی ہے۔''

''دیکھئے جناب! میری وجہ سے آپ کو بالکل دیر نہیں ہوئی... جب میں فرمان شاہی کو لے کر یہاں آ بیٹھا تھا... تو آپ کیوں ارد گرد آ کھڑے ہوئے تھے... میں نے تو نہیں کہا تھا... اب جب کہ قتل کی ایک واردات آپ لوگوں کی موجودگی میں ہو گئی ہے تو آپ کو ذرا صبر کرنا چاہیے...''

''اچھی بات ہے... آپ تلاشی لے لیں۔''

انہوں نے سب کی باریک بینی سے تلاشی لی... لیکن ایسی کوئی چیز برآمد نہ ہوئی جس کے ذریعے سوئی پھینکی جا سکتی... پھر وہ سردار خان کی طرف مڑے۔

''آپ بھی تلاشی دیں۔''

''میں... میں تو اس گھر کا مالک ہوں۔''

''پھر کیا ہوا... کیا آپ یہ قتل نہیں کر سکتے؟''

''بھلا مجھے کیا ضرورت ہے... ایسا کرنے کی... اور پھر آپ کو شاید معلوم نہیں میری کوٹھی میں تو بم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے... اور فرمان شاہی کی جیب میں سے بم برآمد ہوا تھا۔''

''مجھے سب معلوم ہو چکا ہے... آپ تلاشی دے دیں۔'' وہ سخت لہجے میں بولے۔

''اچھی بات ہے۔'' انہوں نے کندھے اچکائے۔

انسپکٹر جمشید نے ان کی بھی اچھی طرح تلاشی لی... لیکن کچھ نہ ملا... اب تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی...

''آخر ہمیں یہاں کب تک رکنا پڑے گا جناب۔'' ایک مہمان نے نہایت ناخوش گوار انداز میں کہا۔

''محمود، فاروق، فرزانہ... ان حضرات کے نام پتے اور فون نمبرز نوٹ کر لو... نام پتے لکھوا کر آپ لوگ جا سکتے۔'' انسپکٹر جمشید نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب لوگ چلے گئے... اب وہاں صرف وہ لوگ رہ گئے... اکرام اور اس کے ماتحت نے اپنی کارروائی شروع کر دی...

Uploaded by Kainaat

"یہ کیسے ہو گیا جمشید۔" پروفیسر داؤد کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہی میں سوچ رہا ہوں۔"

"ہماری آنکھوں کے سامنے اسے قتل کر دیا گیا... اور ہم قاتل کو نہ پکڑ سکے... یہ کس قدر عجیب بات ہے۔" خان رحمان بولے۔

"اس میں شک نہیں... اس کا یہ مطلب نہیں کہ قاتل بچ جائے گا... اللہ نے چاہا تو میں اسے گرفتار کر کے رہوں گا۔"

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس نے خودکشی کر لی ہو۔" سردار خان بولے۔

"جی نہیں... سوئی اگر اس کی پیشانی پر نہ لگی ہوتی تو یہ بات کہی جا سکتی تھی... ہم نے اسے ہاتھ پیشانی کی طرف لے جاتے ہوئے ہرگز نہیں دیکھا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"تب پھر... اس کی پیشانی پر سوئی اس کے بالکل سامنے کھڑا شخص پھینک سکتا تھا..." فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

انسپکٹر جمشید اس کی طرف مڑے... دھیرے سے مسکرائے... پھر بولے اور اس کے بالکل سامنے میں کھڑا تھا:

"لیکن آپ بھلا اسے کیوں ختم کرنے لگے..."

"میں تمہیں غور کی دعوت دیتا ہوں۔"

"آپ بھی کس موقع پر غور کی دعوت دے بیٹھے... خیر... قبول کیے لیتے ہیں۔" محمود نے برا سا منہ بنایا... وہ مسکرا دیے۔

پھر تینوں سوچ میں گم ہو گئے۔ ایسے میں پروفیسر داؤد بولے:

"کتنی بری بات ہے جمشید... تم نے ان تینوں کو دعوت دی اور ہمیں

بھول گئے۔"

"اوہ... معاف کیجیے گا... آپ کو بھی دعوت ہے... جتنا جی چاہے... غور کر لیں۔" انہوں نے جلدی سے کہا۔

اور ان کے ساتھ وہ بھی سوچ میں ڈوب گئے... ایسے میں انہوں نے سردار خان کے چہرے پر بیزاری کے آثار دیکھے۔

"سردار خان صاحب... آپ اندر جا کر آرام کریں... ہمیں کچھ پوچھنا ہو گا تو آپ کو بلا لیں گے۔"

"بہت بہت شکریہ! میں بھی یہی کہنے والا تھا۔"

یہ کہ کر وہ فوراً کوٹھی کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گئے۔

"تم نے اس دعوت سے ابھی تک فائدہ اٹھایا یا نہیں؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

انہوں نے نفی میں سر ہلا دیے اور پھر سوچ میں ڈوب گئے۔ انسپکٹر جمشید ایک بار پھر لاش کا معائنہ کرنے لگے... جس جگہ فرمان شاہی کھڑا تھا، انہوں نے اس جگہ خود کھڑے ہو کر دیکھا۔ سامنے کا جائزہ لیا... ذہن میں جو باتیں آئیں، ان کے حساب سے بھی جائزہ لیا... آخر ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

"میرا خیال ہے... غور کی اتنی دعوت کافی ہے۔"

"جی اچھا۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"جی اچھا کیا..."

"میں جان چکی ہوں... فرمان شاہی کو کس طرح قتل کیا گیا ہے۔"

"اور تم بھی..."

"جی ہم ابھی تک نہیں سوچ سکے..."

Uploaded by Kainaat

''اور جمشید... میں بھی نہیں سوچ سکا۔'' پروفیسر داؤد بولے۔

خان رحمان نے بھی نفی میں سر ہلا دیا۔

''تب پھر فرزانہ تم بتاؤ۔''

''کیا آپ سوچ چکے ہیں۔'' فرزانہ نے پوچھا۔

''ہاں! اللہ کی مہربانی سے۔''

''تب پھر میں بتائے دیتی ہوں... دیکھیے... فرمان شاہی یہاں کھڑا تھا... آپ بے شک اس کے سامنے کھڑے تھے... لیکن اس کا قد آپ سے کہیں اونچا ہے... لہذا آپ کے پیچھے سے کوئی شخص نہایت آسانی سے بلو پائپ کے ذریعے اس کا کام تمام کر سکتا تھا... اور ایسا ہی ہوا ہے۔''

''بہت خوب فرزانہ... بہت شاندار۔''

''اوہ... اوہ۔'' باقی حیران رہ گئے۔

''لیکن جمشید... تمہارے پیچھے کون تھا۔''

''ان میں سے ایک... جو جا چکے ہیں...''

''لیکن ہم نے ان کی تلاشی لی تھی۔''

''بھئی وہ اتنا بے وقوف نہیں تھا کہ بلو پائپ اپنے پاس رکھ لیتا... اس نے ادھر سوئی فائر کی... ادھر بلو پائپ اپنے پیچھے پھینک دیا... اب یہاں گھاس گہری ہے... وہ بلو پائپ بھی جدید قسم کا اور چھوٹا سا ہوگا... کوئی تمباکو پینے کا پائپ جتنا نہیں ہوگا... آج کل اس مقصد کے لیے بھی بہت ننھی منی چیزیں بنائی جا چکی ہیں... ایک چھوٹی سی سگریٹ جتنی نلکی میں سوئی رکھ کر انگلی کے دباؤ سے پھینکی جا سکتی ہے... اس کے بعد سگریٹ پائپ پھینکنا کیا مشکل تھا بھلا۔

''اب اگر گھاس میں سے وہ پائپ مل جاتا ہے اور اس پر سے اس کی

انگلیوں کے نشانات مل جاتے ہیں تو ہمارا کیس ختم ہو جائے گا۔''

انہوں نے گھاس میں پائپ کی تلاش شروع کی اور یہ تلاش اس سیدھ میں کی... جس طرف قاتل کی کمر تھی... چند منٹ بعد ہی وہ ننھا سا پائپ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے... انہوں نے احتیاط سے اس کو اٹھایا اور پھر اس پر پاؤڈر چھڑک کر دیکھا... انگلیوں کے نشانات صاف نظر آ رہے تھے۔

''وہ مارا... بن گیا کام... غالباً اس نے بہت جلدی میں فرمان شاہی کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا تھا، ان حالات میں وہ دستانے کس طرح پہن سکتا تھا... اور پھر دستانے اگر وہ پہن لیتا تو اسی وقت گرفتار بھی ہو جاتا... خیر کوئی بات نہیں... بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی... اکرام ان سب کی انگلیوں کے نشانات لے آؤ... جلدی کرو... ہم ابھی یہیں ٹھہریں گے۔''

''او کے سر۔''

اکرام اپنے ماتحتوں کے ساتھ روانہ ہو گیا... نام پتے اور فون نمبرز ان کے پاس تھے ہی... پھر ایک گھنٹے بعد ان کے پاس سب کی انگلیوں کے نشانات موجود تھے اور وہ پائپ پر پائے جانے والے نشانات سے ان کا موزانہ کر رہے تھے...

اچانک وہ بہت زور سے اچھلے۔

☆☆☆

Uploaded by Kainaat

مجرم

"یہ... یہ سب کیا ہے... ان میں سے کسی کی انگلیوں کے نشانات بھی اس نلکی پر پائے جانے والے نشانات سے نہیں ملتے؟" انسپکٹر جمشید نے مارے حیرت کے کہا۔

"اس کا مطلب ہے..." فرزانہ کہتے کہتے رہ گئی... ساتھ ہی مارے حیرت اور خوف کے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"ہاں! آؤ۔"

یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گئے۔ انہوں نے دروازے پر دستک دی... فوراً ہی سردار خان باہر نکل آئے۔

"کیا رہا..." وہ بولے۔

"جی بس... ایک کام باقی رہ گیا... اور ہم اپنا سارا کام مکمل کر چکے ہیں... لاش اُٹھوائی جا چکی ہے... لہٰذا آپ بالکل فارغ۔"

"اچھا... اللہ کا شکر ہے... اور کام کون سا رہ گیا۔"

"آپ کی انگلیوں کے نشانات رہ گئے..."

"تو آپ اب تک مجھ پر شک کر رہے ہیں۔"

"جی نہیں... اب کہاں شک کر رہے ہیں... لیکن معمولی سی کارروائی کے لیے نشانات کی ضرورت ہے۔"

"ضرور لیجیے... مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

انہوں نے ان کے نشانات بھی لے لیے... اور ان سے اجازت لے کر کوٹھی سے باہر نکل آئے... جیب میں بیٹھ کر انہوں نے ان کے نشانات کو نلکی والے نشانات سے ملایا... لیکن یہ نشانات بھی ان سے نہ مل سکے۔

"یہ... یہ کیا ابا جان۔" فرزانہ دھک سے رہ گئی۔

"مجرم ضرورت سے زیادہ چالاک ہے... اور وہ ہم پر ہنس رہا ہے، دل ہی دل میں کہہ رہا ہے... دیکھا... ان عقل سے پیدل لوگوں کو... ابھی تک میرے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکے۔"

"لیکن جمشید... جب ہم ان سب کی انگلیوں کے نشانات لے چکے ہیں جو یہاں فرمان شاہی کے مرنے کے وقت موجود تھے... تو پھر ان میں سے کسی کے نشانات اس نلکی والے نشانات سے کیوں نہیں ملے۔"

"ملیں بھی کیسے... ہم تو اس شخص کے نشانات لے ہی نہیں سکے... جس نے فرمان شاہی کو قتل کیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہاں! اس کیس کا آخری سین ابھی باقی ہے... اور وہ رات کسی وقت مکمل ہوگا... آؤ گھر چل کر سو جائیں۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"آپ نے کیا کہا... گھر چل کر سو جائیں۔" محمود بوکھلا اٹھا۔

"ہاں بھئی... اور کیا... آخر ہمیں بھی تو آرام کا حق ہے۔"

"اور نہیں۔"

Uploaded by Kainaat

''جونہی مجرم حرکت میں آئے گا... ہمیں اطلاع مل جائے گی... اور ہم اس تک پہنچ جائیں گے۔''

''گویا آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ مجرم کون ہے... اور کہاں ہے۔''

''ہاں اس میں کیا شک ہے۔''

''وہ کون ہے... کہاں ہے۔''

''سردار خان کی کوٹھی ہی میں ہے... وہ کون ہے... یہ ہم رات کو جب یہاں آئیں گے... معلوم ہو جائے گا۔''

''آپ کا مطلب ہے... ہمیں پھر یہیں آنا ہو گا۔''

''ہاں بھئی اس وقت تک مجرم بل سے نکل چکا ہو گا اور ہم اس کی بات چیت دوسروں سے سن سکیں گے۔''

''خوب! پھر تو مزہ آ جائے گا۔''

''مزے کے بارے میں کہا نہیں جا سکتا... بہر حال امید پر دنیا قائم ہے۔'' انہوں نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ وہ سمجھ گئے کہ اس وقت ان سے کچھ معلوم نہیں کیا جا سکتا...

پھر وہ واقعی گھر آ کر سو گئے... رات کے ٹھیک 1 بجے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ پھر انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی:

''آؤ بھئی چلیں... کام تیار ہے۔''

وہ اسی وقت خان رحمان کی بڑی گاڑی میں روانہ ہوئے اور سیدھے سردار خان کی کوٹھی تک آ گئے... لیکن گاڑی کچھ فاصلے پر روک لی گئی اور وہ اس سے نیچے اتر آئے... فوراً ہی خفیہ فورس کا ایک کارکن ان کی طرف آیا اور بولا:

''اس طرف چلے آیئے۔''

وہ اس کے ساتھ چلتے ایک عمارت میں داخل ہوئے... عمارت کے اندر کافی دور چل کر خفیہ فورس کا کارکن رک گیا... ایک بڑے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ پیچھے ہٹ گیا... وہاں پہلے ہی خفیہ فورس کے دس کے قریب آدمی موجود تھے اور دروازے سے کان لگائے کھڑے تھے... انہیں دیکھ کر آواز پیدا کیے بغیر پیچھے ہٹ گئے اور وہ دروازے سے جا لگے... تالے کے سوراخ سے ان میں سے ایک اندر کا منظر دیکھ سکتا تھا۔ اندر موجود ایک شخص کہہ رہا تھا۔

''میں نے کیا کہا تھا... میں ایسا چکر چلاؤں گا کہ انسپکٹر جمشید بھی چاروں شانے چت جائے گا... جس کے بارے میں چاہوں گا... وہ اس پر شک کرتا رہے گا... اور ہماری طرف اس کی توجہ تک نہیں جائے گی... لہٰذا ہمارا اصل کام بے فکری سے جاری و ساری رہے گا... وہ آپ پر شک کرتا رہے گا... اور دیکھ لو... وہی ہوا... ہم بالکل صاف بچ گئے ہیں... کسی کو ہم پر شک نہیں... اب ہم پروفیسر جانگی کی ایجاد تخریب کاروں کو ہیروں کے بھاؤ فروخت کریں گے، المارا چوک میں تجربہ کر کے ہم انہیں دکھا ہی چکے ہیں... لہٰذا اس کو خریدنے کے لیے تو لگ جائیں گی لائنیں... یہ لائنیں کل سے شروع ہو جائیں گی... بس ایک سگریٹ کسی کو دے دیا جائے... ادھر وہ پیئے گا، ادھر وہ گرے گا اور اس کے پاس جمع ہونے والے لوگ گرتے چلے جائیں گے... کس قدر مزے دار پروگرام ہے۔''

''لیکن باس! اس سے ہمیں کیا حاصل ہو گا۔'' کسی نے کہا۔

''بے وقوف! اتنا نہیں سمجھ سکے... الو کہیں کے... ہمارا منصوبہ دولت حاصل کرنا تو ہے ہی نہیں... ہم تو اس ملک میں افراتفری دیکھنا چاہتے ہیں... ہم

Uploaded by Kainaat

چاہتے ہیں... اس ملک کے مسلمان کبھی سکھ کا سانس نہ لے سکیں... 58 سال ہونے کو آئے ہیں... اس ملک کے عوام نے سکھ کا سانس نہیں لیا... یہ سب ہم جیسوں کی وجہ ہی سے تو ہے..."

"لیکن باس! آخر یہ کیسے ہو گیا... انسپکٹر کے بچے یہاں کیسے آ گئے تھے..."

"عاشی سے باتوں باتوں میں ان کا ذکر کرتا رہتا تھا... غیر محسوس طور پر وہ انہیں دوست بنانے کے لیے تیار ہو گئی... میں نے اس کی سالگرہ کی تاریخ کے مطابق پروگرام ترتیب دے ڈالا... اب انسپکٹر جمشید ہماری راہ پر نہیں لگ سکے گا... میں نے اسے غلط راستے پر ڈال دیا ہے... وہ ساری عمر کرگال کے پیچھے بھاگتا رہے گا اور یہ اس کے ہاتھ آئے گا نہیں..."

ان الفاظ کے ساتھ ہی انسپکٹر جمشید نے ایک ٹھوکر دروازے کو رسید کی... دروازہ زوردار آواز کے ساتھ کھل گیا اور وہ فوراً اندر داخل ہو گئے، سب کے ہاتھوں میں پستول تھے ہی... لہٰذا اندر موجود سب لوگ اچھل کر کھڑے ہو گئے اور پھر انسپکٹر جمشید کو دیکھ کر انہوں نے ہاتھ اٹھا دیے۔ اندر کرگال موجود تھا... لیکن باس کی کرسی پر کوئی اور بیٹھا تھا... گویا کرگال بھی اسی کے لیے کام کرتا تھا...

"آپ... آپ یہاں کیسے پہنچ گئے۔" باس کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"ہاں... اچھا سوال ہے... اس وقت اس کے علاوہ تم پوچھ بھی کیا سکتے ہو... لیکن مسٹر سردار خان تم سے ایک غلطی بہت بڑی ہو گئی... ورنہ میں واقعی غلط راہ پر لگ جاتا اور تم تک نہ پہنچ پاتا... غلطی یہ ہو گئی کہ تم نے وہ بلو پائپ یہیں

گھاس پر ڈال دیا... لیکن اس پر تمہاری انگلیوں کے نشانات نہیں تھے۔ بس یہ چیز مجھے الجھن کا سبب بن گئی، لیکن پھر میں نے بات چیت کرتے ہوئے یہ بات صاف محسوس کر لی کہ تمہاری انگلیوں پر جلائے رنگ کی جھلی چڑھی ہوئی ہے... لیکن یہ بات میں نے اس وقت ظاہر نہیں کی... اور تمہارے نزدیک ہم یہاں سے بالکل ناکام لوٹ گئے... اصل میں میں تمہیں کرگال اور ان سب کی موجودگی میں گرفتار کرنا چاہتا تھا... ورنہ کرگال نکل سکتا تھا... اس لیے رات میں نے اسے فرار ہونے کا موقع خود دیا تھا... کہو... کیسی رہی... تم نے مجھے غلط راستے پر ڈالا یا خود تم نے اپنے آپ کو غلط راستے پر ڈال لیا... یہ فیصلہ اب میں تم پر چھوڑتا ہوں... اکرام ان سب کو گرفتار کر لو... اور اب ہمیں اجازت دو... اس کیس نے بہت تھکا دیا ہے... ہم سب گھر جا کر سونا چاہتے ہیں۔"

"اللہ کا شکر ہے... آپ کو بھی سونے کا خیال آیا۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا اور سب مسکراتے ہوئے باہر کی طرف چل پڑے۔

-----------☆☆☆-----------

اٹلانٹس پبلیکیشنز
D-83 سائٹ۔ کراچی
فون: 2581720 - 2578273
e-mail: atlantis@cyber.net.pk

Uploaded by Kainaat

آئندہ ناول کی ایک جھلک

پرانے شکاری...... نیا جال

انسپکٹر جمشید کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا...... اور نہ ہی فرزانہ کے خواب اور خیال میں کچھ ایسا تھا کہ ایک بینک کے ایم ڈی کی معمولی سی فون کال کسی بہت بڑی بین الاقوامی سازش کو بے نقاب کرنے کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ وہ صورتحال واقعی ہولناک تھی جب انسپکٹر جمشید کی کار کو اس وقت بم سے اُڑا دیا گیا جب محمود اور فاروق ان سے صرف دس قدم کے فاصلے پر موجود تھے...... یہی نہیں بلکہ محمود، فاروق، فرزانہ کی والدہ شکیلہ بیگم کو اغواء بھی کر لیا گیا۔ حالات کا تانا بانا انہیں ایک ایسی عمارت میں لے گیا جہاں بین الاقوامی قانون کے تحت نہ چھاپہ مارا جا سکتا ہے اور نہ ہی تلاشی لی جا سکتی ہے۔ بے بسی کی انتہا یہ کہ وہ جانتے ہیں کہ سازش کے کرتا دھرتا یہاں روپوش ہیں۔ اب وہ ایک انتہائی فیصلہ کن مرحلے پر کھڑے ہیں...... کسی نہ کسی طرح مجرموں تک پہنچیں یا پھر بین الاقوامی قانون کا پاس کریں...... اور وہ بھی ایک ایسے موقع پر جہاں پاکستان کے ایک بہت بڑے بین الاقوامی بینک کو غیر ملکی سازش کا سامنا اور سلامتی کا خطرہ درپیش ہے۔ ایک ایسی سازش جو پاکستان کو زبردست نقصان پہنچا سکتی ہے۔ یہ ناول آپ کو ایسی ہی ایک حقیقی سازش کی یاد دلائے گا۔

اشتیاق احمد کے قلم سے

ایک عظیم الشان **خاص نمبر**......

تین حصوں میں...... تینوں حصے شائع ہو چکے ہیں۔

جیرال اور انسپکٹر جمشید

سمندروں کا دہشت گرد

ہر حصے کی قیمت 110 روپے

آسمان میں جزیرہ

مکمل سیٹ 330 روپے

جیرال ایک بے رحم اور خطرناک بین الاقوامی دہشت گرد ہے۔ جس کا کام ہی کروڑوں، اربوں کے عوض حکومتوں کے تختے اُلٹنا ہے۔ خطرناک بات یہ ہے کہ جیرال آج کل پاکستان میں ہے۔ دوسری طرف انسپکٹر جمشید کی رائے میں جیرال بے رحم تو ہے...... دہشت گرد تو ہے...... مگر انتہائی با اصول اور ایماندار دہشت گرد ہے۔ جیرال ایک خاص مشن پر یہاں موجود ہے...... جیرال کو اس ملک میں سب سے بڑا خطرہ انسپکٹر جمشید سے درپیش ہے اور اسی لئے اس نے آتے ہی پہلا حملہ اور پہلا وار انسپکٹر جمشید کے گھرانے پر کیا ہے۔ تا کہ ان کی طرف سے مطمئن ہو کر وہ اپنے خوفناک پلان پر عمل کر سکے۔ سوال یہ ہے کہ جیرال پاکستان میں کونسا منصوبہ لے کر آیا ہے...... یہاں آ کر وہ کس سازش پر عملدر آمد کرنا چاہتا ہے۔ جیرال کی پوری کوشش ہے کہ انسپکٹر جمشید کو اصل پلان کی خبر نہ ہونے پائے...... دہشت گردی اور حب الوطنی کے درمیان ایک خوفناک ترین معرکہ آرائی پر مبنی اشتیاق احمد کی زندگی کا یہ شاہکار ترین ناول آپ کو مدتوں یاد رہے گا۔

منگوانے کا پتہ

اٹلانٹس پبلیکیشنز فون: 021-2581720
021-2578273
D-83 کراچی

Uploaded by Kainaat

کیا آپ یہ دلچسپ ناول پڑھ چکے ہیں؟؟

پہاڑیوں کے جاسوس

سرنگ کے نیچے

بے نقاب سازش

☆ سرحدی پہاڑیوں میں کیا کھیل کھیلا جا رہا تھا؟

☆ حقیقت پر مبنی ایک سنسنی خیز ناول۔

☆ اس قسم کی ایک سازش کی اطلاعات اخباروں میں بھی چھپ چکی ہیں۔
بہت سے لوگ چونکنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟

☆ قانون نافذ کرنے والے اداروں کیلئے لمحہ فکریہ۔

☆ اک عام سے پہاڑ کا کیا راز تھا؟ آپ لرز کر رہ جائیں گے۔ جب آپ
کے محبوب کردار سرنگ کے دوسری طرف پہنچتے ہیں۔ حیرت کا ایک سمندر......

☆ اشتیاق احمد کے قلم سے ایک شاہکار ناول کی تخلیق۔ تین حصوں میں۔

بچوں کیلئے دلچسپ ناول!!

کیا آپ یہ دلچسپ ناول پڑھ چکے ہیں؟؟

گھناؤنا وار

☆ وہ شخص کون تھا؟ جس کی گرفتاری کیلئے انسپکٹر جمشید کو "اوپر" سے حکم ملا!

☆ ایک کھیل جو ملک وقوم کی جڑیں کھوکھلی کر رہا تھا!

☆ ایک کڑوا سچ..... جو ہمارے چاروں طرف منڈلا رہا ہے۔

رنگین خطرہ

☆ ایک شکل کے دو آدمی...... دونوں ہی میدان جنگ سے گھر واپس لوٹتے ہیں......

☆ اپنے اپنے گھر...... لیکن دونوں ایک ہی گھر پہنچتے ہیں۔ دونوں کا دعویٰ تھا کہ وہی اصل آدمی ہیں۔

☆ ان میں سے آئی بی ایف کا ایجنٹ کون تھا؟

پیتل کا مجسمہ

☆ انسپکٹر جمشید نے محمود کو ایک شخص کی جیب کاٹنے کا حکم دیا......

☆ ایک شخص کا نام سو برس سے ایک شہر کیلئے ہوّا بنا ہوا تھا۔

☆ اسے آخری بار ساٹھ برس پہلے دیکھا گیا تھا۔

بچوں کیلئے دلچسپ ناول!!

Uploaded by Kainaat

کیا آپ یہ دلچسپ ناول پڑھ چکے ہیں؟؟

پراسرار خوف

☆ انسپکٹر جمشید کا ایک پراسرار فون موصول ہوا۔

☆ محمود، فاروق اور فرزانہ مجرم کے جال میں۔

☆ آپ آخر تک مجرم کو نہیں پہچان پائیں گے۔

ہیرو کے دشمن

☆ ایک نامعلوم شخص ایک قومی ہیرو کی موت چاہتا تھا۔

☆ وہ چاہتا تھا کہ کسی کو اس کے بارے میں خیال تک نہ آئے اور وہ اپنا کام کر جائے۔

☆ اصل مجرم پورا وقت آپ کے سامنے ہوگا آپ سوچ بھی نہیں سکیں گے یہ مجرم ہے۔

دائرے میں خوف

☆ انہیں ایک پراسرار ترین خط ملا۔

☆ ایک گھر کے نو افراد کو باری باری قتل کرنے کا پروگرام۔

☆ اور یہ خط اس نے لکھا تھا...... انسپکٹر جمشید کو تاکہ وہ اسے انصاف دلا سکیں۔

بچوں کیلئے دلچسپ ناول!!

کیا آپ یہ دلچسپ ناول پڑھ چکے ہیں؟؟

فائل کا دھماکہ

☆ ایک شخص جو محمود اور فاروق سے ملاقات کرتے ہی دنیا سے کوچ کر گیا۔

☆ برقعہ پوش عورت کون تھی جو بند کمرے سے غائب ہوگئی۔

☆ فائل کا راز کیا تھا؟

ایک سازش ایک جال

☆ رابرٹ انڈسٹری کے دفتر میں اچانک ایک سرخ بلب جلنے بجھنے لگا۔

☆ محمود، فاروق اور فرزانہ پر قاتلانہ حملہ۔

☆ انسپکٹر جمشید کو رابرٹ انڈسٹری کے وارنٹ تلاشی نہ مل سکے، آخر کیوں؟

چالباز

☆ شدید سرد رات میں انسپکٹر جمشید کو ایک فون ملا۔

☆ ایک شخص کو اپنے سامنے والے گھر میں پراسرار چیخیں سنائی دیں۔

☆ انسپکٹر جمشید مجرم کا سراغ انوکھے انداز سے لگاتے ہیں۔

بچوں کیلئے دلچسپ ناول!!

Uploaded by Kainaat

کیا آپ یہ دلچسپ ناول پڑھ چکے ہیں؟؟

پیکٹ کی موت

☆ ایک زندہ پیکٹ جو مر گیا۔ ایک عجیب وغریب اسرار......

☆ پیکٹ میں کیا تھا...... پیکٹ کا قاتل کون تھا؟

☆ فاروق سے ملئے...... کیا اس کی یادداشت کھو گئی تھی

جیتی جاگتی تصویر

☆ پولیس ایک شخص کا تعاقب کر رہی تھی......

☆ ایک ڈاکو نے ایک پولیس آفیسر کے گھر پناہ لی۔

☆ ایک شہید پولیس آفیسر کے گھر میں۔ شہید جو زندہ ہوتے ہیں۔

تین طرف سے حملہ

☆ محمود گھر پر اکیلا تھا کہ آدھی رات کو اچانک... فاروق، فرزانہ بھی حملے کی زد میں۔

☆ انسپکٹر جمشید کی کار پر رات کے اندھیرے میں حملہ۔

☆ جب برین واشنگ کی مشین میں تینوں کو بند کر دیا گیا۔

بچوں کیلئے دلچسپ ناول!!

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید کے کارناموں پر مشتمل یہ دلچسپ کتابیں اپنے قریبی بکسٹال یا براہ راست ہمیں خط لکھ کر یا ای میل کر کے طلب کریں۔

فائل کا دھماکہ | بلیک گولڈ | ہمشکل سازش

آپریشن الورا | دائرے میں خوف | مجرم منصوبہ

چالباز | پراسرار خوف | ہیرو کا دشمن

گھناؤنا وار | ہوا کے قیدی | ہولناک لمحے

ایک سازش ایک جال | رنگین خطرہ | تین طرف سے حملہ

پہاڑیوں کے جاسوس | سُرنگ کے نیچے | بے نقاب سازش

پیتل کا مجسمہ | دھوکے کا پہاڑ | پیکٹ کی موت

منگوانے کا پتہ

اٹلانٹس پبلکیشنز

D-83 سائٹ۔ کراچی

فون: 021-2581720, 021-2578273
0391-2131925

ای میل: atlantis@cyber.net.pk